رجسٹرڈ ای - پی نمبر ۸۶۱

ایڈیٹر۔
برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقا پوری
تواریخ اشاعت :۔ ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸
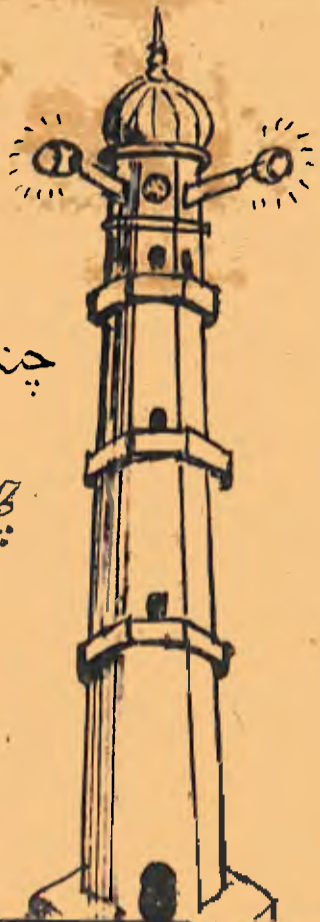
| نمبر ۱۶ | ۲۸ ماہ احسان ۱۳۳۱ ہش - ۵ شوال ۱۳۷۱ھ - مطابق ۲۸ جون ۱۹۵۲ء | جلد ۱ |
|---|---|---|

# بر وفات سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا و نور اللہ مرقدہا

(از جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی پشاور شہر)

نوٹ:۔ اشعار کا اردو ترجمہ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نے فرمایا ہے ــــ (ایڈیٹر)

(۱) فُجِعَتْ عَشَائِرُنَا بِظَعْنِ حَیَاتِہَا
ضَنَکَتْ مَعِیْشَتُنَا بِحُزْنِ مَمَاتِہَا

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات حسرت آیات اور آپ کے دنیا سے کوچ کر جانے کی وجہ سے ہماری جماعت کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور اس غم کے سبب سے ہماری زندگی سخت تلخ ہو گئی ہے۔

(۲) یَا لَیْتَ یُمْکِثُہَا الزَّمَانُ بِنَا مَعًا
ہِیَ مَلْجَاٌ لِعُرَاتِہَا وَحُفَاتِہَا

کاش! زمانہ آپ کو ہمارے ساتھ اس دنیا میں لمبی عمر عطا کر کے زندہ رکھتا کیونکہ آپ اپنے زمانہ کے تمام مصیبت زدوں کے لئے ملجا و ماوٰی تھیں۔

(۳) خُتِمَتْ بِہَا وَبِشَانِہَا کُلُّ مِدْحَۃٍ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہَا وَصِفَاتِہَا

آپ کی ذات والا صفات کے ذریعہ سے ہر قسم کی تعریف اور مدح ختم ہو گئی ہے۔ اور آپ کی تمام عادات و صفات نہایت اعلیٰ درجہ تک پہنچی ہوئی ہیں۔

(۴) وَکَفَتْ لِاُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ سِیَادَۃٌ
اِذْ کَانَ خَیْرُ الْخَلْقِ مَنْبَتُ ذَاتِہَا

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے سیادت کا مقام کافی ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات کا منبع آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جو خیر البریہ ہیں۔

(۵) وَمَنِ الَّذِیْ حَازَ الْعَوَارِفَ مِثْلَہَا
لِلّٰہِ دَرُّ خَدِیْجَۃٍ وَّ ھُدَاتِہَا

بھلا ایسا کون شخص ہے جسے وہ خوبیاں حاصل ہیں جو آپ کو حاصل تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اس کے ہادیوں کا بھلا کرے ان کی شان کیسی ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۶) لَوْلَا الْعِیَاذُ بِرَبِّنَا مُتَکَفِّلٌ
ضُرِمَتْ عَلَیْنَا حَوَادِثٌ بِوَفَاتِہَا

اگر اللہ کی پناہ جو ہماری متکفل اور محافظ ہے نہ ہوتی تو آپکی وفات کے صدمہ کی وجہ سے ہم پر حوادث کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے۔

(۷) اَسَفًا عَلَی الْاِعْصَارِ ھَبَّ لِرَوْضَۃٍ
جُنِیَتْ اِلٰی قُطُوْفِہَا بِصِلَاتِہَا

مصیبت کے اس بگولے پر افسوس ہے جو ایسے باغ پر چلا ہے جس کے پھل جھک کر میرے قریب پہنچ چکے ہیں۔

(۸) نَدْعُوْ سَلَامَۃَ اَھْلِہَا بِکَرَامَۃٍ
لَا رَیْبَ اَنَّ مَسِیْلَنَا بِفُرَاتِہَا

ہم عزت و احترام کیساتھ آپ کے اہل کی سلامتی کیلئے دست بدعا ہیں انہیں ذرا بھی شبہ نہیں کہ ہماری وادی آپ کے شیریں پانی کے ذریعہ سے شاداب ہے۔

(۹) یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی مَدَارِجِ اُمِّنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَلَعْدَ مَمَاتِہَا

اے ہمارے رب تو حضرت ممدوحہ کے مدارج عالیہ پر دونوں جہانوں میں اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برسا۔ آمین!

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دار المسیح قادیان سے شائع کیا۔

# جماعت احمدیہ کا نیا مرکز...... ربوہ

از مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب معاون ناظر بیت المال ۔ ربوہ ۔

گذشتہ سے پیوستہ

(۲)

جیسا کہ پہلی قسط میں ذکر کر چکا ہوں ۔ ربوہ ڈیڑھ میل سے زاید کی لمبائی میں پھیلا ہوا ہے ۔ ربوہ کی شمالی حد کے ساتھ ساتھ لگاتار اڑھائی میل تک خشک پہاڑی سلسلہ ہے موٹروں کی سڑک اور ریلوے لائین ربوہ کی سرزمین میں سے گذرتی ہیں ۔ مستقل تعمیرات سے قبل کارکنان کی عارضی رہائش اور دفاتر کے لئے عارضی عمارات کی ضرورت تھی ۔ جس کے لئے عارضی کچے کوارٹر اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید نے تیار کروا لئے ۔ اس عارضی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ جن کو بلاک الف ۔ ب اور ج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ ہر حلقہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ مسجد ہے ۔ یہ عمارات سب کی سب کچی اینٹوں سے بنائی گئی ہیں ۔ جنہیں مستقل عمارات کی تعمیر پر گرا دیا جائیگا ۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مستقل آبادی کو سات محلہ جات میں تقسیم فرمایا ہے ۔ جن کے نام دارالصدر ۔ دارالرحمت ۔ دارالیمن ۔ باب الابواب دارالنصر ۔ دارالبرکات اور دارالفضل ہیں ۔

## محلہ دارالصدر

مرکز پاکستان کے مرکزی محلہ کا نام دارالصدر ہے ۔ یہ محلہ اپنی وسعت کے لحاظ سے سب سے بڑا محلہ ہے ۔ اس میں ایک وسیع خوشنما پختہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے ۔ یہ مسجد قادیان کی مسجد مبارک کی قائمقام ہے ۔ جو ۱۲۰ فٹ لمبی ۔ ۸۰ فٹ چوڑی اور ۱۸ فٹ اونچی تعمیر کی گئی ہے ۔ بہت ہوادار اور روشن ہے ۔ اور ساتھ ہی بڑا صحن بھی ہے مسجد سے متصل قصر خلافت ۔ اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ہے ۔ گو یہ عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں ۔ تاہم کچھ تکمیل طلب ہیں ۔ اس لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ابھی تک بلاک ج میں اپنے کچے کوارٹر میں ہی رہائش پذیر ہیں ۔ قصر خلافت اور مسجد مبارک کے قریب ہی ..... دارالضیافت تعمیر ہو چکا ہے ۔ جو فی الحال بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طور پر استعمال ہو رہا ہے ۔ جونہی بورڈنگ ہاؤس کی عمارت بن جائیگی یہ جگہ مہمانوں کے لئے خالی ہو جائیگی اس محلہ میں حضور کے ذاتی مکانات بن چکے ہیں ۔ جن میں حضور کے بچے اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہائش رکھتے ہیں ۔ تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر بھی اسی محلہ میں تعمیر ہونگے ۔ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کی بنیادیں مکمل ہو چکی ہیں ۔

ناظران و وکلاء صاحبان تحریک جدید کی کوٹھیاں اور کارکنان کے کوارٹر بھی قریب ہی تعمیر ہو چکے ہیں ۔ کچھ ابھی زیر تعمیر ہیں ۔ لجنہ اماء اللہ نے اپنے دفاتر اور ہال کی خوشنما عمارت مکمل کر لی ہے ۔ اور اپنی زمین کے ارد گرد پھر کی چار دیواری کرکے اسے باپردہ اور محفوظ کر لیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی جامعہ نصرت گرلز کالج زیر تعمیر ہے ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذاتی مکان اسی محلہ میں ہیں ۔ ربوہ کا سب سے بڑا بازار (گول بازار) اسی محلہ میں بنیگا ۔ خدام الاحمدیہ کے دفاتر کا ایک حصہ تعمیر ہو چکا ہے ۔ انصار اللہ بھی اپنے دفتر کی تیاری میں ہیں ۔ اس محلہ میں سڑکوں کے کنارے درخت لگائے گئے ہیں ۔ جن کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذاتی ٹیوب ویل سے سیراب کیا جاتا ہے ۔ یہ درخت خوب بڑھ رہے ہیں ۔ جب نالیوں میں پانی چلتا ہوا نظر آتا ہے ۔ تو بہت خوشی ہوتی ہے ۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے ۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے احمدیت کی برکت سے اس بے آب و گیاہ چٹیل میدان کو جہاں سوائے پتھروں کے کچھ نہ تھا ۔ کس طرح آباد اور بارونق بنا دیا ۔

## محلہ دارالرحمت

دارالصدر کے بعد دوسرا نمبر محلہ دارالرحمت کا ہے ۔ قادیان میں بھی خاکسار کی رہائش محلہ دارالرحمت میں تھی ۔ اتفاق سے یہاں بھی محلہ دارالرحمت کی صدارت کے فرائض اس وقت میرے ہی سپرد ہیں ۔ یہ محلہ اپنے شیریں پانی کی وجہ سے سب کے لئے جاذب توجہ ہے ۔ اس میں بڑی سرعت سے آبادی ہو رہی ہے ۔ ۱۷۰ کے قریب مکان یا تو بن چکے ہیں ۔ یا زیر تعمیر ہیں ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مکمل ہو جائیں گے ۔

## تعلیمی ادارے

ربوہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول نئے سال سے اپنی نئی پختہ عمارت میں جاری ہو چکا ہے ۔ جس میں طلباء کی تعداد آٹھ سو کے قریب پہنچ گئی ہے ۔ چھٹی سے دسویں جماعت تک کلاسیں سکول کی اصل بلڈنگ میں ہیں ۔ پہلی جماعت حلقہ الف کی مسجد میں ۔ دوسری ۔ تیسری حلقہ ب کی مسجد میں ۔ اور چوتھی پانچویں حلقہ ج کی مسجد میں بیٹھتی ہیں ۔ کیونکہ سکول کی اصل عمارت میں فی الحال گنجائش نہیں ۔ نصرت گرلز ہائی سکول پہلے سے جاری ہے ۔ اسی طرح لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے جامعہ نصرت (گرلز کالج) جاری ہو چکا ہے جس میں الف ۔ اے کے دونوں سالوں کی پڑھائی ہو رہی ہے ۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال سے ڈگری کالج ہو جائیگا ۔ مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ عمارات کی قلت کی وجہ سے ابھی تک احمد نگر میں ہیں ۔ جو ربوہ سے دو میل کے فاصلہ پر ہے ۔ اس گاؤں کی نصف سے زیادہ آبادی احمدیہ جماعت کے افراد پر مشتمل ہے ۔ جامعۃ المبشرین جو مبلغین کالج ہے جس میں مولوی فاضل یا گریجویٹ لئے جاتے ہیں ۔ ربوہ میں کامیابی سے جاری ہے ۔ جس وقت لوگ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ قادیان کدھر ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بتایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" ۔ حضور کے اس الہام کی صداقت کا ثبوت ربوہ میں ہر وقت ملتا رہتا ہے ۔ جبکہ ہم دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ان احمدی طلباء کو دیکھتے ہیں ۔ جو تعلیم و تربیت کی غرض سے یہاں آئے ہوئے ہیں ۔ اور جن میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے ۔ اس وقت امریکہ ۔ انگلستان ۔ مغربی افریقہ جرمنی ۔ انڈونیشیا ۔ سیلون ۔ برہما ۔ چین ۔ سوڈان ۔ ایسے سینیا ۔ ترکستان ۔ اور شام سے آئے ہوئے طالبعلم تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔ تاکہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیغام کو زمین کے کناروں تک پہنچا سکیں

## ذرائع رسل و رسائل

کسی شہر کی ترقی کے لئے ذرائع رسل و رسائل کا مضبوط ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آبادی کے ساتھ ہی یہاں ریلوے اسٹیشن ۔ بسوں کا اڈہ ۔ ڈاکخانہ اور تارگھر بن چکے ہیں ۔ ٹیلیفون بھی لگ چکا ہے ۔

## نور ہسپتال

ربوہ کے ارد گرد کئی کئی میل تک طبی امداد کا کوئی انتظام نہ تھا ۔ اب ربوہ میں نور ہسپتال کھل جانے سے قرب و جوار کے لوگوں نے بہت آرام محسوس کیا ہے ۔ ربوہ کی آبادی تو اس ادارہ سے فائدہ اٹھاتی ہی ہے ۔ قریب کے دیہات کے لوگ بھی کثرت سے آتے اور ہسپتال سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اور دعائیں دیتے ہیں ۔

## ٹوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی

شہر کی صفائی ۔ اور صحت عامہ ۔ نیز سڑکوں کی تعمیر وغیرہ کے لئے لوکل باڈی کا ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ اس لئے ربوہ میں ٹوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی بن چکی ہے ۔ جو نیم سرکاری ادارہ ہے شہر کی ترقی کے ساتھ کمیٹی کے کام میں بھی وسعت پیدا ہوتی جائیگی ۔

غرض ربوہ کی موجودہ کیفیت مختصراً اوپر درج کر دی گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس مقدس بستی کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمادے ۔ اور احمدیت کے نور کی شعاعیں یہاں سے دنیا کے چاروں کونوں تک پہنچیں ۔ آمین

# ۳۱ مئی سنہ ۱۹۵۲ء تک سو فیصدی وعدہ جات ادا کرنیوالے مجاہدین کی دوسری فہرست

دفتر دوم سال ۸ (سلسلہ کیلئے دیکھو اخبار بدر ۱۴ جون سنہ ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱)

۵۸ ۔ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی درویش قادیان = ۵-۲-۰ روپے

۵۹ ۔ مکرمہ محمدی خاتون صاحبہ اہلیہ منشی عبدالرحیم صاحب فانی درویش قادیان = ۵-۲-۰ "

۶۰ ۔ مکرمہ شریف النساء بیگم صاحبہ اہلیہ خلیل الرحمان صاحب " " = ۵-۲-۰ "

۶۱ ۔ مکرم بابا غلام محمد صاحب سیالکوٹی " " = ۶-۳-۰ "

۶۲ ۔ مکرم شریف احمد صاحب ڈوگر " " = ۲۸-۰-۰ "

۶۳ ۔ مکرم محمود احمد صاحب مبشر " " = ۵۷-۰-۰ "

۶۴ ۔ مکرمہ شریفہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمود احمد صاحب مبشر " " = ۱۳-۰-۰ "

۶۵ ۔ مکرمہ والدہ صاحبہ " " " = ۵-۶-۰ "

۶۶ ۔ مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ فخر الدین صاحب مالاباری " " = ۵-۰-۰ " ۲/۱

۶۷ ۔ مکرمہ تعظیم بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسحٰق صاحب " " = ۵-۰-۰ " ۲/۱

۶۸ ۔ مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل قادیان = ۵-۱-۰ " ۲/۲

۶۹ ۔ مکرمہ حمیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد شریف صاحب درویش قادیان = ۵-۴-۰ " ۲/۲

۷۰ ۔ مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب " " = ۵-۰-۰ " ۲/۱

۷۱ ۔ مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مستری محمد حسین صاحب " " = ۵-۰-۰ " ۲/۱

۷۲ ۔ مکرمہ عزیزہ خانم صاحبہ جماعت احمدیہ بھاگل پور ۔ بہار = ۵-۰-۰ "

۷۳ ۔ مکرمہ نعیمہ خاتون صاحبہ " " " = ۷-۰-۰ "

۷۴ ۔ مکرم سائیں دتا صاحب " " جمشید پور بہار = ۶-۰-۰ "

۷۵ ۔ مکرمہ شکیلہ بنت محمد صدیق صاحب کلکتہ = ۱۰-۰-۰ "

۷۶ ۔ مکرمہ ناصرہ " " " = ۱۵-۰-۰ "

۷۷ ۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد اسحٰق صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد = ۱۳-۰-۰ "

۷۸ ۔ مکرم انور حسین صاحب فرزند اکبر حسین صاحب " " = ۱۰-۰-۰ "

۷۹ ۔ مکرمہ قمر النساء بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم محمد عبدالصمد صاحب " = ۵-۴-۰ "

۸۰ ۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد عبدالسلام صاحب " = ۶-۰-۰ "

۸۱ ۔ مکرم بشیر الدین فرزند محمد عبدالسلام صاحب " = ۶-۰-۰ "

۸۲ ۔ مکرم سید احمد صاحب داماد محمد اسمٰعیل صاحب چرچڑلہ " = ۵-۰-۰ "

(باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ ہو)

# خطبہ جمعہ

## جماعت اپنی مالی ذمہ داری کو اگر صحیح طور پر ادا کرے تو چار پانچ سال کے اندر ہم عظیم الشان تغیر پیدا کر سکتے ہیں

## اگر ہم کوشش کریں تو ہمارا چندہ بہت بڑھ سکتا ہے اور ہمارا بار آسانی سے دور ہو سکتا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء**

مرتبہ: سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
آج

### سائبان تو نظر آتے ہیں

لیکن اب تک اس امر پر غور نہیں کیا گیا کہ مسجد کی عمارت اور سائبانوں کو کس طرح بچایا جائے۔ غالباً یہ تیسرا ہفتہ ہے جب میرے سامنے نظارت تعلیم و تربیت نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ لیکن آج سائبان لگا دیئے گئے ہیں۔ رسے دیوار کے ساتھ باندھے ہیں۔ ہوائیں آرہی ہیں اور سائبان اُڑ رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ نظارت نے رپورٹ کی ہے کہ تین سائبان پھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ ایک سائبان سیا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن وہ اسی طرح کا سیا ہوا ہے جس طرح کسی اناڑی اور بے پرواہ شخص کا کرتہ پھٹ جائے تو ململ میں لٹھا لگا لیتا ہے۔ یا سفید کپڑے میں رنگ دار چھینٹ لگا لیتا ہے۔ سائبان پھٹے ہیں تو وہ سوتی پر جو رنگ دار نقش و نگار والی ہے سفید کپڑا لگا دیا گیا ہے۔ جو نہ اس قدر مضبوط ہے اور نہ دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس کا صحیح علاج سوچا جائے۔ اگر اس چھوٹی سی چیز کو بھی تین ہفتہ میں نہیں سوچا گیا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے قیامت تک نہیں سوچا جائے گا۔

اس کے بعد میں جماعت کو

### ایک اہم سوال

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور وہ سوال ہے چندوں کی وصولی کا۔ الفضل میں اس ہفتہ چندوں کے متعلق ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ یہ اعلان ایک ایسی جماعت کے متعلق ہے۔ جو ساری زمیندار جماعتوں میں سے سب سے آسودہ ہے۔ گو تعداد میں کم ہے۔ لیکن اخلاص اور قربانی میں اچھی ہے۔ اور وہ سرگودہا کے ضلع کی جماعت ہے۔ یہ اعلان پڑھا تو سب نے ہوگا۔ لیکن جمعہ کے احترام کے طور پر میں یہ نہیں کہتا کہ شاید کسی شخص نے اس اعلان پر غور کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۹۹ فیصدی لوگ ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے اس اعلان کو دیکھا اس پر نظر ڈالی اور چل دیئے۔ لیکن اس قسم کا اعلان ایسا نہیں کہ اس پر غور نہ کیا جائے اسی لئے اس قسم کے اعلانات شائع کئے جانے چاہئیں۔ میرے منہ سے یہ نکلنے لگا تھا کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے فوراً خیال آگیا کہ یہ بات غلط ہے۔ اصل میں یہی لفظ درست ہیں کہ

### اس قسم کے اعلانات

شائع کرنے چاہئیں۔ اس لئے کہ اگر میں یہ کہتا۔ کہ اس قسم کے اعلانات شائع کئے جاتے ہیں۔ تو اس سے بیت المال کی برأت ہو گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بیت المال نے یہ اعلان شائع کرکے اپنے آپ کو مجرم بنا لیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اعلان کے نیچے میزان نہیں دی۔ جب پندرہ بیس بائیس جماعتوں کا نقشہ شائع کیا جاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ اور مقابلہ میزان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ہر انسان قلم پنسل لے کر نہیں بیٹھ سکتا۔ اور نہ ہر انسان میں اتنا جوش ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے اعلانات پڑھ کر حساب لگائے۔ میں نے

### حساب لگایا

تو آٹھ دس منٹ لگ گئے۔ پھر چونکہ میں نے زبانی حساب لگایا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ غلطی رہ گئی ہو۔ کیونکہ زبانی حساب لگانے میں بھول بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن میں نے جو حساب لگایا۔ اگرچہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پورا صحیح تھا۔ اس سے جو نتیجہ نکلا وہ نہایت خطرناک تھا۔ نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس ہزار روپیہ کی وصولی ہوئی ہے اور پینتالیس ہزار کی نادہندگی ہے۔ گویا اتنی بڑی شاندار جماعت کی وصولی ۴۰ فی صدی ہے۔ دوسری جماعتیں جو قربانی میں اس جماعت سے کم ہیں۔ جن کو نہ تو اچھا امیر نصیب ہوا ہے اور نہ اُن کی مالی حالت اچھی ہے۔ اور نہ وہ قربانی کے جوش میں اچھے سمجھے جاتے ہیں ان کی وصولی تو ۱۵۔ ۲۰ یا ۳۰ فیصدی ہوئی۔

### یہ علامت نہایت خطرناک ہے

اور اس سے جو رنج کا پہلو پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بہترین جماعتوں میں سے ایک جماعت صرف ۴۰ فیصدی چندہ دیتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حساب بھی غلط بنتا ہے۔ اس لئے کہ وصول شدہ چندہ میں سے ۱۳ ہزار سات سو پچاس روپیہ کی رقم شہر سرگودہا کی ہے۔ یعنی جتنے چندے کا وعدہ تھا۔ جماعت نے وہ سو فیصدی دیدیا ہے جس کے معنے یہ نکلتے ہیں کہ جماعت کا امیر

### تعہد سے کام لے رہا ہے

اور جماعت کا جتنا حصہ اس کے قریب تھا۔ اس سے اس نے پورا چندہ وصول کر لیا ہے۔ اب اگر ۷۵ ہزار روپیہ میں سے ۱۳ ہزار روپیہ کی رقم نکال دی جائے تو ۶۲ ہزار روپیہ کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔ اگر ۳۰ ہزار میں سے ۱۳ ہزار کی رقم نکال دی جائے تو ۱۷ ہزار کی رقم باقی رہ جاتی ہے۔ اور وصولی شہر سرگودہا کو چھوڑ کر چالیس فی صدی نہیں ہوگی۔ بلکہ اندازہ ۲۷ فی صدی کے قریب آجائے گا۔ اور یہ اندازہ نہایت افسوسناک ہے۔ اس سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ میرے اندازے کے مطابق ۲۵ لاکھ روپیہ چندہ وصول ہونا چاہیئے۔ اور موجودہ چندہ کی نسبت یہ بات قریب قریب درست نظر آتی ہے۔ اس وقت جماعت کا کل چندہ ½ ۱۱ لاکھ روپیہ ہے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ رقم کل چندہ کا ۴۰ فی صدی ہے تو بجٹ ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ تک پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ

### حقیقت تو یہ ہے

کہ بعض جماعتوں کی وصولی ۴۰ فیصدی بھی نہیں اگر ضلع سرگودہا کی جماعتوں میں سے سرگودہا شہر کی جماعت کو نکال دیا جائے۔ تو یہ نسبت بھی قائم نہیں رہتی۔ سرگودہا کی جماعت نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ گو جلسہ سالانہ کے چندہ میں کچھ کمی ہے۔ لیکن عام چندہ اور وصیت کا چندہ اس نے سو فیصدی ادا کر دیا ہے۔ اور ایسی جماعتیں بہت کم ہوتی ہیں۔ شوریٰ میں جو فہرست پیش ہوئی تھی۔ اس سے یہ علم نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ کسی جماعت نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ لیکن اب جو فہرست ضلع سرگودہا کی جماعتوں کی چھپی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرگودہا شہر اور ضلع سرگودہا کی تین چار اور جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے اپنی جگہ پر یہ ایک

### نہایت عمدہ مثال ہے

لیکن جو نادہند ہیں انہوں نے بھی اپنی جگہ پر کمال کر دیا ہے۔ انہوں نے صرف دس بیس یا تیس فیصدی چندہ دیا ہے۔ ایسی جماعتیں جنہیں میں مخلصوں کی جماعتیں سمجھتا تھا۔ مثلاً چک نمبر ۳۳ اور چک ۳۵ کی جماعتیں ہیں یا چک نمبر ۲۸۔ چک نمبر ۹۹ کی جماعتیں ہیں۔ لیکن سوائے چک نمبر ۳۵ کے باقی جماعتوں کے چندہ کی وصولی نہایت خطرناک ہے۔ حالانکہ یہ سب لوگ مخلص ہیں پرانے قربانی کرنے والے ہیں اور مالدار ہیں۔

### لائل پور کی جماعت

سرگودہا کی جماعت سے تعداد میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن فی کس کے لحاظ سے اس کی مالی حالت اتنی اچھی نہیں۔ مالدار نہیں۔ اور اس وجہ سے ہمیں [illegible] کے حساب میں رعائت سے کام لینا پڑتا ہے [illegible] چندہ کا نقشہ ابھی شائع نہیں ہوا۔ اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اس کا کیا حال ہے۔

ہمارے لئے اس اعلان میں

### ایک خوشی کا پہلو

بھی ہے اور وہ یہ کہ ہمارے لئے موقعہ ہے کہ ہم کوشش کریں۔ تو ہمارا چندہ بڑھ سکتا ہے اور ہمارا بار آسانی سے دور ہو سکتا ہے۔ اس سال گیارہ لاکھ اکاون ہزار روپیہ کا بجٹ بنا تھا جس میں سے ہمیں ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ کاٹنا پڑا۔ یعنی گیارہ لاکھ اکاون ہزار کو دس لاکھ انتیس ہزار کرنا پڑا۔ اگر چندے پوری طرح وصول ہوتے تو بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہوتا۔ اور اگر یہ آمد ہوتی تو اس کے معنے یہ ہوتے۔ کہ ہمیں کوئی رقم کاٹنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ بلکہ سال کے اندر اندر ہم اپنے قرضے اتار لیتے۔ اگر پچیس لاکھ روپیہ کی بجائے بیس لاکھ روپیہ آمد بھی ہوتی۔ تب بھی ہم اپنا خرچ پورا کرتے۔ اور قرضے بھی اتار لیتے۔ اور پانچ دس سال میں اعلیٰ درجہ کا ریزرو فنڈ قائم ہو کر

## ہماری اشاعتی حیثیت

اور بڑھ جاتی۔ ہمارے پاس اس وقت سوا سو کے قریب مبلغ ہیں۔ یا شاید مبلغین کی تعداد اس سے کچھ کم ہو۔ بہر حال یہ مبلغ کام کے لحاظ سے اس قدر تھوڑے ہیں کہ غیروں میں تبلیغ تو الگ رہی پاکستان کی جماعتوں کی نگرانی بھی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً پاکستان میں ہماری انجمنیں ۷۰۰ سے اوپر ہیں اور سوا سو مبلغین کے معنے ہیں۔ کہ ہمارے مبلغین احمدی جماعتوں میں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ فرض کرو ہمارے پاس ریزرو خزانہ ہو۔ اور پھر پچیس تیس لاکھ روپیہ کا بجٹ ہو۔ تو عملہ کی زیادتی تو بہت کم ہو گی۔ خط و کتابت سکولوں اور کالج کے خرچ کی بھی بہت کم زیادتی ہوئی ہے۔ اگر عملہ کو انتہاء تک بھی پہنچا دیں۔ تو ہمارا بجٹ اخراجات ساڑھے دس لاکھ روپیہ کی بجائے۔ ساڑھے تیرہ لاکھ روپیہ کا ہو جائے گا۔ اگر ہماری آمد

## بیس لاکھ روپیہ سالانہ

بھی ہو تو ساڑھے چھ لاکھ روپیہ بچ گیا۔ اور اگر ایک سو روپیہ ماہوار فی مبلغ کا خرچ رکھ لیا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ پانچ سو مبلغ زائد کیا جا سکتا ہے اگر کچھ روپیہ اشاعت کے لئے رکھ لو۔ تو چار سو مبلغ ہی سہی۔ اگر چار سو مبلغ اور رکھ لئے جائیں۔ تو تقریباً ایک سو جماعتوں میں ایک مبلغ ہو جائے گا اس طرح ہماری تبلیغ کتنی وسیع ہو جائے گی۔ گویا اگر جماعت اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرے۔ تو موجودہ جماعت چار سو مبلغ اور رکھ سکتی ہے۔ پھر جہاں چار سو مبلغ کام کر رہا ہو۔ اور لٹریچر کی اشاعت بھی بڑھ جائے۔ تو بیعت بھی زیادہ ہو گی۔ اور اس طرح لاکھ دو لاکھ روپیہ کی سالانہ زیادتی ممکن ہے اور چار پانچ سال کے اندر عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ان اعداد و شمار کو سامنے رکھ کر کام کیا جائے۔ تو

## حیرت ناک طور پر ترقی

ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر جماعت ۸۰ فی صدی ذمہ داری بھی ادا کرے۔ تو چار پانچ سال تک ہمارا سالانہ بجٹ تیس لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے۔ اس طرح ہم بڑی تعداد میں مبلغ بھی رکھ سکتے ہیں۔ اور پھر کافی لٹریچر بھی شائع ہو سکتا ہے۔ اب ہمارا بجٹ گیارہ بارہ لاکھ کا ہے۔ اگر پچیس لاکھ کا بجٹ ہو جائے تو علاوہ مبلغ بڑھانے کے ہم پچاس ہزار روپیہ ماہوار کا لٹریچر شائع کر سکتے ہیں۔ اگر ہم زائد مبلغ رکھ لیں اور تین لاکھ روپیہ سالانہ کا لٹریچر شائع کریں۔ تو ہماری آواز دس پندرہ لاکھ آدمیوں تک پہنچ جائے۔ اور دس پندرہ لاکھ میں سے بیس تیس ہزار آدمی لے لینا کوئی مشکل امر نہیں۔

## ہماری غفلت کا نتیجہ

ہے کہ جماعت پوری طرح اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہی۔ اگر یہ نقشہ غلط نہیں۔ تو یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ اس قسم کی مخلص جماعت جب کپاس کی قیمت ۴۰ روپیہ فی من تک پہنچی ہے۔ اگر ۱۵ ۱۶ فی صدی چندہ دیتی ہے تو جب قیمتیں گریں گی۔ تو ان کا کیا حال ہو گا۔ یہ جماعت مخلصین کی ہے اور دولت کی فراوانی کے باوجود اگر چندہ میں ان کی حالت اتنی افسوسناک ہے۔ تو دوسری جماعتوں کا کیا حال ہو گا۔ زمیندار کی اپنی گندم ہوتی ہے۔ دیہات میں گوشت ہوتا نہیں۔ گوشت کی ضرورت ہو۔ مرغی انڈا کھا کر لوگ گذارا کر لیتے ہیں یا کبھی کبھی کچھ آدمی اکٹھے ہو کر کوئی گائے یا بیل ذبح کر لیتے ہیں۔ ورنہ دال۔ ساگ۔ گڑ شکر پر گذارہ کرتے ہیں۔ پھر دودھ گھی اپنا ہوتا ہے۔ ایندھن اپنا ہوتا ہے۔ اس طرح کھانے کا خرچ بہت کم ہوتا ہے۔ پھر آجکل دو اڑھائی ہزار روپیہ فی مربع اوسط آمدن ہے۔ سرگودھا کے ضلع میں بعض علاقے ایسے ہیں۔ جن کی زمین ادنیٰ ہے۔ باقی علاقوں کی زمین نہایت اعلیٰ ہے۔ اور وہاں ۲۵ - ۲۵ - ۳۰ - ۳۵ من فی ایکڑ گندم ہوتی ہے۔ پھر بہتر زمین ہونے اور پانی کی زیادتی کی وجہ سے ۱۱۰ فی صدی بلکہ بعض جگہوں میں ۱۴۰ اور ۱۵۰ فی صدی تک زمین بو سکتے ہیں۔ لیکن یہاں ۱۱۰ فی صدی تک عام زمین بوئی جاتی ہے۔

## لائل پور میں

۱۵۰ فی صدی تک زمین بوئی جاتی ہے۔ گویا ایک ایکڑ کو سال میں ایک سے زیادہ چکر دیئے جاتے ہیں۔ ترکاریوں اور چارے وغیرہ کی فصلوں کو ملا لیا جائے۔ تو سرگودھا۔ لائل پور وغیرہ میں سال میں ایک ایکڑ سے دو فصل بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ فصل بھی لئے جاتے ہیں۔ جب ہم قیمت لگاتے ہیں۔ تو ۶۶ فی صدی کی لگاتے ہیں۔ لیکن جو شخص ۱۵۰ یا ۱۶۰ فی صدی زمین بوتا ہے تو وہ دگنی آمد پیدا کر لیتا ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اس سے بھی زیادہ آمد پیدا کر لیتا ہے۔ کیونکہ جو اندازہ ہم نے ۶۶٪ کاشت کا لگایا ہے اس میں خرچ اکثر شامل ہو گئے ہیں۔ مثلاً کام کرنے والے کی مزدوری اور بیل وغیرہ کا خرچ جو سب سے بڑا ہے۔ ہم نے شامل کر لیا ہے بس اس سے اوپر کی آمد زائد آمدن ہو گی۔ خرچ اس میں سے نہ نکالا جائے گا۔ بظاہر حالات

## آئندہ کپاس کی قیمت

پچیس تیس روپیہ فی من تک آ جائے گی۔ لیکن جن لوگوں نے اس وقت سستی کی۔ جب کپاس کی قیمت ۴۰ - ۵۰ روپیہ فی من تھی۔ جب کپاس کی قیمت ۲۵ - ۳۰ روپیہ فی من پر آ گئی۔ تو ان کا کیا حال ہو گا۔

میں سرگودھا کی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ زمانہ تھا۔ جب کپاس کی قیمت دس پندرہ روپیہ فی من تھی۔ اس وقت قربانی میں تم پیچھے نہیں تھے۔ تمہارے اندر اس وقت اخلاص پایا جاتا تھا جب تمہاری آمدن موجودہ آمد سے ایک چوتھائی تھی۔ اس وقت تم اپنا بوجھ اٹھاتے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اب سستی کر رہے ہو۔ اس وقت جبکہ

## مرکز تمہارے قریب آگیا ہے

اگرچہ مرکز ضلع جھنگ میں ہے۔ لیکن دراصل یہ سرگودھا کا ہی ایک حصہ ہے۔ کیونکہ یہ چناب کے پار ہے۔ اور اس طرف ضلع جھنگ کی صرف ایک تحصیل ہی ہے پس باوجود اس کے کہ مرکز تمہارے قریب ہے۔ باوجود اس کے کہ تنظیم بہتر ہو گئی ہے کیونکہ پہلے امراء اور افسر اس قدر اعلیٰ درجہ کی قربانی کرنے والے نہیں تھے۔ جتنی قربانی کرنے والے افسر اب ہیں۔ اگر آپ کے چندہ کی نسبت ۱۰ فی صدی یا پندرہ فی صدی تک آ گئی ہے۔ تو یہ نہایت خطرہ کا مقام ہے۔ تم اپنی اصلاح کرو۔ اور قربانی کی صحیح روح اپنے اندر پیدا کرو۔ مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت سرگودھا مجھے اس کے بعد ملے اور انہوں نے بتایا کہ یہ نقشہ غلط چھپا ہے۔ اس میں سال الماضی کے گذشتہ بقائے بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ اصل میں وصولی بیاسی فی صدی ہے۔ سو الحمد للہ۔ کہ اس جماعت کا ایسا سست حال نہیں جیسا کہ ناظر بیت المال نے ظاہر کیا۔ ایسا نقشہ اس بے احتیاطی سے شائع کرنا اور جماعت کو صدمہ پہنچانا نہایت افسوسناک امر ہے۔ اور ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر پھر بھی کمی ہے۔ اور ہر جماعت کو سو فی صدی کی جگہ ایک سو دس یا ایک سو بیس فی صدی چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہمارے لئے خوشی کا مقام بھی ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری آمد زیادہ ہونے کے امکانات بہت ہیں۔ بیت المال کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ان کا اعلان انہیں خود مجرم بنا رہا ہے۔ اول اس لئے کہ انہوں نے نقشے کے نیچے میزان نہیں دی۔ اگر ان نقشوں سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ جماعتوں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ تو انہیں میزان دینی چاہیئے تھی۔ دوسرے جب انہیں مرض کا پتہ لگ گیا تھا۔ جب انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ خطرہ ظاہر ہے۔ تو پھر وہ اسے دور کرنے کی کیا کوشش کر رہے ہیں۔ اب تو ناظر بھی تین ہیں تین ناظروں کے باوجود انہوں نے کیا کیا ہے۔ عملہ بڑھ جانے کے باوجود اور پھر گریڈوں میں ترقی کے باوجود وصولی اس قدر کم ہے۔ کہ سب سے اچھے ضلع میں وصولی چندہ ۴۰ فیصدی ہے۔ (میں بتا چکا ہوں کہ اس میں بھی نظارت بیت المال کی غلطی ہے۔ وصولی بیاسی فی صدی ہے) پھر میں دیکھتا ہوں کہ شہری جماعت سے چندہ کی وصولی با آسانی ہو جاتی ہے۔ لیکن کراچی اور لاہور کی آمد ۶۰ - ۷۰ فی صدی ہے۔ سرگودھا شہر کی جماعت نہایت اچھی ہے۔ اس نے سو فی صدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ پھر ضلع کی تین چار اور جماعتیں بھی ایسی ہیں۔ کہ انہوں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے یہ نقشہ اتفاقی طور پر شائع کیا گیا ہے۔ ورنہ جماعت کے امراء کا اپنا کام ہے کہ وہ مرکز سے اس قسم کے نقشے منگوایا کریں۔ کہ ان کے ضلعوں کی جماعتوں کی وصولی کیا ہے۔ پھر اخباروں میں ایسے نقشے شائع کئے جائیں۔ تا جماعتوں کا آپس میں مقابلہ ہو۔ اور تا افراد کو اپنی اصلاح کا خیال رہے اس سے جماعت میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ سب سے زیادہ ذمہ داری مرکز پر ہوتی ہے۔ ربوہ کو باقی جماعتوں کے سامنے اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ پچھلے دنوں میں نے تحریک کی کہ پریذیڈنٹ صاحبان ربوہ کی جماعت کے ایسے افراد کی فہرست تیار کریں جن کی عمر بارہ سال سے اوپر ہے۔ اس پر جنرل پریذیڈنٹ صاحب میرے پاس ایک نقشہ بنا کر لائے۔ میں نے اس پر جرح کی اور کہا کہ اس قسم کا نقشہ آنا چاہیئے۔ اس کے بعد تین ہفتے گذر گئے ہیں۔ وہ نقشہ دوبارہ پیش نہیں کیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ یہ نقشہ بنا کر میں نے اپنی زندگی کا مقصد پورا کر لیا ہے اگر وہ کام کر رہے ہیں تو ایسے کام کے لئے تین ہفتہ کی دیر معقول نہیں۔ تین چار دن کی مہلت کافی تھی اور اگر وہ تین چار دن میں وہ کام نہیں کر سکتے تھے تو انہیں ساتھ ساتھ رپورٹ کرتے رہنا چاہیئے تھا۔ اگر وہ رپورٹ پیش کرتے رہتے تو اس کے معنے تھے کہ کوئی روک پیدا ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کام پورا نہیں کر سکے۔ ویسے وہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن دیر کرنا اور پھر اس کی رپورٹ نہ کرنا

## افسوسناک امر ہے

میں جب سے خلیفہ ہوا ہوں۔ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ کہ دیر کا ہونا بری بات نہیں بعض دفعہ مجبوری ہوتی ہے۔ لیکن اگر تین چار دن سے زیادہ دیر لگتی ہے۔ تو اس کی رپورٹ دیتے رہنا چاہیئے۔ اگر میں دریافت کروں کہ تم نے دیر کیوں لگا دی ہے۔ تو یہ جائز۔ درست اور ضروری اثر مجھ پر پڑے گا کہ تم غافل ہو۔ لیکن اگر تم رپورٹ کرتے رہو گے کہ فلاں وجہ سے دیر ہو رہی ہے۔ تو میں سمجھوں گا کہ بعض مشکلات ہیں۔ جن کی وجہ سے ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا۔ گویا میرا پوچھنا تمہیں مجرم ثابت کرتا ہے۔ لیکن تمہارا رپورٹ کرنا ایک حد تک یہ ثابت کرتا ہے کہ تم صحیح طور پر کام کر رہے ہو۔ اور میرے لئے یہ موقعہ ہو گا کہ میں

## محنتی اور غیر محنتی میں فرق

کر سکوں۔ اگر تم رپورٹ نہیں کرتے تو اس کے لازمی معنے ہیں کہ تم اپنے کام کی طرف توجہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہو کہ کام ہو گیا تو ہو گیا اور میں بھول جاؤں تو اچھی بات ہے۔ امر مشاورہ ایہ میں تین ہفتے ہو گئے۔ ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ اس سے میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ان پر پہلی رپورٹ کا لیا اثر ہے کہ کام ہو گیا ہے۔ ان کے پاس سینکڑوں کام ہیں وہ بھول گئے ہوں گے انہیں یاد کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ طریق نہایت افسوسناک ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ میں کام کی بات نہیں بھولا کرتا۔ اس لئے ان کا یہ ٹرک (TRICK) ان کے لئے فائدہ مند نہیں

## میرا حافظہ

اپنی ذات میں کمزور ہے۔ میں کوئی لمبی چیز یاد نہیں

کو سنتا ہیں نے کئی شاعروں کے شعر پڑھے ہیں لیکن شاید مجھے چھ سات شعر یاد ہوں۔ قرآن کریم ہزاروں دفعہ پڑھا ہے لیکن جب ضرورت پڑے مجھے آیت کا آدھا ٹکڑا یاد رہتا ہے اور آدھا نہیں اور میں کسی حافظ سے پوچھتا ہوں بتائیے یہ آیت کیا ہے۔ لیکن واقعات میں نہیں بھولا کرتا۔ میرے پاس ڈاک آتی ہے بعض اوقات پرائیویٹ سیکرٹری دس پندرہ پندرہ دن کے بعد بعض خطوط کا خلاصہ پیش کرتے ہیں اور میں کہدیتا ہوں یہ بات غلط ہے۔ اصل خط میں یہ بات نہیں اور جب وہ خط لایا جاتا ہے تو وہ واقعی غلط خلاصہ ہوتا ہے میرے ساتھ کام کرنے والے جانتے ہیں کہ جو واقعات سے تعلق رکھنے والا امر ہو۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھے

**غیر معمولی حافظہ**

دیا ہے۔ ورنہ میری باتوں میں میرا حافظہ کمزور ہے ممکن ہے کہ ایک دن مجھے ذھول ہو جائے لیکن وہ بات میرے دماغ کی لائبریری میں محفوظ رہتی ہے اور وہ پھر باہر نکال دیتی ہے۔ اور دو چار دن کے بعد مجھے وہ بات یاد آجاتی ہے۔ غرض یہ ایک ضروری امر ہے کہ ربوہ کے کارکنوں کی اصلاح ہو جائے۔ یہ اگر درست ہو جائیں تو اس کا اثر دوسری جماعتوں پر بھی پڑے گا۔

**میرا اپنا اندازہ ہے**

کہ ربوہ کی جماعت کا ایک لاکھ چندہ ہونا چاہیئے۔ شاید تمہاری نظر میں یہ عجیب بات ہو لیکن درحقیقت یہ عجیب بات نہیں۔ ۱۰ ہزار روپے کا بل صدر انجمن احمدیہ کا ہوتا ہے۔ اور سولہ ہزار روپیہ کے قریب تحریک جدید کا بل ہوتا ہے۔ اور آٹھ ہزار کا شرکت کرا آتا ہے۔ کارکنوں کے چندہ کی کٹوتی بلوں میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ۸۰ ہزار روپیہ چندہ آجاتا ہے۔ باقی جو آزاد لوگ ہیں۔ تاجر ہیں۔ پیشہ ور ہیں۔ بیس ہزار کے قریب اُن کا چندہ ہونا چاہیئے۔ اس سے کم نہیں زیادہ ہونا چاہیئے۔ گویا صرف ربوہ کا چندہ ایک لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اس طرف توجہ نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے اس میں کمی آجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ

**صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ بجٹ**

۲۰-۳۰ لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ اُدھر تحریک جدید کا سالانہ بجٹ چھ لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ بجٹ بھی بہت کم ہے تحریک جدید کے دونوں دفتروں کے چندے ملا کر چار لاکھ سالانہ ہوتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ کا دس گیارہ لاکھ روپیہ کا بجٹ۔ بیرونی جماعتوں کا چندہ اس کے علاوہ ہے۔ ربوہ کے کارکنوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مرکز میں جب کوئی عہدیدار مقرر ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ بات ابتلا کا موجب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے محاسبہ میں آجاتا ہے۔ مرکز میں عہدیدار مقرر ہونا آسان امر نہیں۔ مرکز میں جو عہدیدار مقرر ہوتا ہے اس پر زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے جب تک

**مرکز کے عہدیدار**

اپنا نمونہ پیش نہ کریں۔ لوگ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ وہ مرکز کی مثال پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تم لوگوں نے سو فیصدی چندہ ادا نہیں کیا۔ لیکن سرگودھا شہر اور سرگودھا ضلع کی چار پانچ اور جماعتیں نے سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے۔ اب یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ربوہ کو کہا جائے کہ تم سرگودھا خوشاب یا کسی اور گاؤں کے پیچھے چلو۔ اور اس سے نمونہ حاصل کرو۔ ہاں یہ کہنا درست ہے کہ اے لوگو تم ربوہ کے پیچھے چلو۔ اگر تم سو فیصدی چندہ ادا نہیں کرتے تو یہ بات دوسری جماعتوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوگی۔

**پس تم دوسری جماعتوں کے سامنے**
**اپنا نمونہ پیش کرو**

اور زیادہ سے زیادہ کام کرو تا تبلیغ کے کام کو وسیع کیا جائے۔ اور لٹریچر کی اشاعت کو زیادہ کیا جائے۔ اگر تم غفلت سے کام لیتے ہو۔ تو دوسرے لوگ بھی غافل ہو جائیں گے اور اس طرح تم اپنا کام وسیع نہیں کر سکو گے دشمن شرارتوں میں بڑھتا جائے گا۔ اور اس کا علاج تمہاری طاقت سے باہر ہو جائے گا۔

# حضرت بابا نانک صاحب رح

**از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ**

(۲)

**سُکھ اور دکھ میں خُدا کی یاد**

کہاں تک خدا تعالیٰ کے عاشق نانک کا عشقِ الٰہی بیان کروں۔ اگر مختصر مضمون بھی لکھوں تو اس کے لئے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ اس وقت صرف اس بارے میں ایک حوالہ ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ چنانچہ بابا صاحب فرماتے ہیں:۔

ندیاں ہوون دھینو اسُم ہورہے دودھ گھیو
سگلی دھرتی شکر ہووے خوشی کرے نت جیو
پربت سونا روپا ہووے ہیرے لال جڑاؤ۔
بھی توہے صلاحناں آکھن لبے نہ چاؤ
بھار اٹھارہ میوے ہووے گرڑا ہووے سواد
چند سورج دوے پھردے رکھیئے نہچل ہووے تھاؤ
بھی توہے صلاحناں آکھن لبے نہ چاؤ۔
جے دے ہے دُکھ لائیے پاپ گرہ دوے راہ
رت پینے راجے سر اوپر رکھیئے ایوے جاپے بھاؤ
بھی توہے صلاحناں آکھن لبے نہ چاؤ
اگیس پالا کپڑ ہووے کھانا ہووے واؤ
سُرگے دیاں موہنیاں استریاں ہووَن نانک سبھو جاؤ
بھی توہے صلاحناں آکھن لبے نہ چھپاؤ۔
(ماجھ محلہ ا گرنتھ صاحب آد)

ترجمہ:۔ تمام ندیاں گائے کا دودھ بن جائیں اور پہاڑوں کے سوتے کھل جائیں جن سے دودھ اور گھی بہنے لگے۔ ساری زمین شکر کی ہو جائے اور میرا دل ہمیشہ خوشی میں محو رہے پہاڑ سونے اور رُپے کے بن جائیں۔ اُس میں ہیرے اور لعل جڑے ہوئے ہوں۔ تب بھی تیری ہی تعریف کرتا رہوں تیری حمد و ثنا کرنے سے دلی خواہش ختم نہیں ہوتی بلکہ زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے تمام درخت وغیرہ میرے کھانے کے لئے میوہ بن جائیں۔ اور نرم و ملائم بہت ہی لذیذ ہوں۔ پھر بھی تیری ہی حمد و ثنا کرتا رہوں۔

اگر راہو اور کیتو جو پاپ کے مجسمے ہیں میرے جسم کو دکھ دینے کے لئے لگ جائیں اور خون چوسنے والے راجے مجھ پر مسلط ہو جائیں۔ پھر بھی تیری ہی حمد و ثنا کرتا رہوں گا۔ اور تیری تعریف کرتے کرتے میرا شوق کم نہیں ہوگا بلکہ بڑھے گا۔ اسی طرح اگر مجھے جنت کی حوریں بھی مل جائیں۔ تو اے اللہ۔ تیری تعریف ہی کرتا جاؤں گا۔ وغیرہ۔

**اخوت انسانی کی تعلیم**

آپ کی نگاہ میں ہندو مسلمان اُونچ اور نیچ، امیر اور غریب کا کوئی فرق نہ تھا۔ آپ نے اپنے دور دراز کے سفروں میں ایک ہندو بالا نامی اور دوسرا مردانہ مسلمان رکھا۔ اور دُن کو بھائی کا خطاب دیا۔ یہ اس بات کا سبق تھا کہ دنیا میں سب انسان بھائی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی برادری کے مختلف اجزاء ہیں۔

**خاکساری**

بھائی گورداس نے لکھا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے غریبی کا لقب پایا ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب میں بھی اپنے لئے آپ نے نانک داس یعنی نانک خادم اور نانک دین یعنی عاجز نانک استعمال کیا ہے۔ پھر لکھا ہے ہم داس کے داس (محلہ ا صفحہ ۱۰۳۵) پھر لکھا ہے "ہم نہیں چنگے" (سوہی محلہ ا صفحہ ۷۲۸) پھر:۔ ہم نیچ ہوتے ہیں مت جھوٹے تو شبد سوارن ہارا۔ (ملار محلہ ا صفحہ ۱۲۵۵) ہم پاپی سرگن (گوڑی محلہ ا صفحہ ۲۲۸) ہم مورکھ اگیان درام کلی محلہ ا صفحہ ۸۷۶) ہم ایرادھی نرگنے (سورٹھ محلہ ا صفحہ ۶۳۶) ہوں پاپی پاکھنڈیا (محلہ ا صفحہ ۶۳) ناں ہوں جتی ستی نہیں پڑھیا مورکھ مگدھ جنم بھیا (آسا محلہ ا صفحہ ۱۲)

میں لینا نہ جانا حرام خور ہوں کیا منہ دلیساں ڈوشٹ چور۔ نانک نیچ کہے دیچار (سری راگ محلہ ا صفحہ ۲۴) شب روز گشتم در ہوا کردیم بدی خیال گاہے نہ نیکی کار کردم مم ایں چنیں احوال۔ بدبخت ہمچو بخیل غافل بے نظر بے باک۔ نانک بگوید جن ترا تیرے چاکراں پا خاک۔
(راگ تلنگ محلہ ا صفحہ ۷۲۱)

مندرجہ بالا اشباہ جناب بابا صاحب کے انتہائی عجز اور خاکساری کا نمونہ ہیں۔

**رحم دلی**

آپ مخلوق خدا کے ہمدرد اور سچے خیر خواہ تھے۔ بابر کے لڑائیوں میں قتل و غارت سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ اور دکھی لوگوں کو دیکھ کر آپ کے دل میں بہت درد پیدا ہوا اُس وقت آپ دبی زبان سے خدا تعالیٰ کے سامنے فریاد کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

خراسان خصماناں کیا ہندوستان ڈرایا
آپے دوس نہ دئی کرتا جم کر مغل چڑھایا
ایتی مار پئی کرلانے تیں کی درد نہ آیا
کرتا تو سبھناں کا سائیں
(آسا محلہ ا صفحہ ۳۶۰ گورو گرنتھ صاحب آد)

یعنی اے خدا تو نے خراسان کو تو بچا رکھا ہے اور بیچارے ہندوستان کو ڈرایا ہے۔ اپنے آپ پر الزام نہ لینے کے لئے مغل (بابر) کو موت کا فرشتہ بنا کر چڑھایا ہے اتنی مار پڑی ہے کہ لوگوں میں کہرام مچ گیا ہے۔ کیا تجھے رحم نہیں آیا۔ اے مالک تو تو سب کا خدا ہے۔ واہ بابا نانک تجھ پر خدا کی ہزار رحمت ہو کس ہمدردی کے ساتھ دُکھیوں کی آہ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا ہے

**کھان پان کے متعلق**

آپ نے ہندو اور مسلمان کے درمیان صلح کرانے کی انتہائی کوشش کی اور کھان پان کے متعلق کسی پر اعتراض کرنے کی بجائے ایک سنہری اصول بیان کر دیا چنانچہ فرمایا:۔

بابا ہور کھانا خوشی خوار
جت کھادے تن پیڑیئے مَن میں چلے وکار
(سری راگ محلہ ا صفحہ ۱۶)

یعنی اے بابا وہ کھانا جو نام کے بغیر خوشی سے کھاتا ہے وہ آخر کار خوار کرے گا۔ ایسا کھانا نہ کھا جس کے کھانے سے جسم میں دکھ پیدا ہو اور دل میں تکبر پیدا ہو جائے یعنی وہ کھانا نہ کھا جس سے تیز روحانی اور جسمانی جسم خراب ہو کر دکھ کا کارن بنے

**حق تلفی**

جناب بابا صاحب نے ایک دوسرے کے مال کو ہضم کرنے سے روکا اور فرمایا:۔

حق پرایا نانکا اُس سور اُس گائے
گور پیر حامان تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے
(محلہ ا صفحہ ۱۴۱ گورو گرنتھ صاحب)

اے نانک! کسی کا حق کھانا اس طرح ہے جیسے مسلمان کے لئے سور حرام ہے اور ہندو کے لئے گائے۔ گورو اور پیر تب شفاعت کرے اگر حرام نہ کھاؤ۔

## عورتوں کے متعلق

ہمارے ملک میں عورت کو ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ کئی قسم کے خیالات تھے جن کے لکھنے کی ضرورت نہیں جناب بابا صاحب نے عورت کی عزت کو قائم کیا اور فرمایا:۔

سو کیوں مندا آکھیئے جت جمیں راجان

(سلوک محلہ ا صفحہ ۴۷۳)

یعنی اُس کو کیوں بُرا کہتے ہیں اس سے تو بڑے بڑے راجہ اور پیر پیغمبر اوتار پیدا ہوئے ہیں۔

## کسی کو بُرا نہ کہو

آپ نے پُر زور الفاظ میں تلقین فرمائی ہے کہ کسی کو بُرا نہ کہو کیونکہ اس سے نفرت پھیلتی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

مندا کسے نہ آکھیئے پڑھ کر اکھر ایہو بوجھیئے۔
مورکھ نال نہ لوجھیئے۔

(محلہ ا صفحہ ۴۷۳)

یعنی پڑھ کر یہی حاصل ہوتا ہے کہ کسی کو بُرا نہ کہو۔ اور بے وقوف سے جھگڑا نہ کرو۔

## میٹھی زبان سے گفتگو کرو

بابا نانک صاحب نے آپس میں گفتگو کرنے کے لئے عمدہ اور میٹھی زبان استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

مٹھت نیویں نانکا گُن چنگیائیاں تت
سب کو نیویں آپ کو پر کو نیویں نہ کوئے
دھر ترازو تولیئے نیویں سو گوراہوئے

(سلوک محلہ ا صفحہ ۴۷۰)

یعنی زبان میٹھی اور انکساری یہ خلاصہ ہے گنوں اور خوبیوں کا۔ دوسرا اپنے آپ کے آگے تو جھکتے ہیں لیکن دوسرے کے آگے کوئی نہیں جھکتا۔ ترازو رکھ کر تول لو جو جھکتا ہے وہ بھاری اور عزت والا ہوتا ہے۔ اور روکھی پھیکی زبان جو کسی کو پسند نہ آئے کے بارے میں یوں بیان کیا ہے:۔

نانک پھکے بولیئے تن من پھکا ہوئے
پھکو پھکا سدیئے پھکے پھکی سوئے
پھکا درگاہ سٹیئے منہ تھکا پھکے پائے
پھکا مورکھ آکھیئے پاتا ہے سزائے

(سلوک محلہ ا صفحہ ۴۷۳)

یعنی اے نانک! پھکا بول لینے سے یا ایسی کلام کرنے سے جو دوسرے کو ناگوار لگے تن من ہی پھکا ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص خدا کی درگاہ سے راندہ جائے گا اور اُس کے منہ میں تھوکا جائے گا۔ ایسی ناگوار کلام کرنے والا بے وقوف مورکھ کہنا چاہیئے اُس کو جوتیوں کی سزا ملے گی۔

## حُب الوطنی

حُب الوطن من الایمان یعنی وطن کی محبت ایمان میں سے ہے کے مطابق بابا صاحب اپنی جنم بھومی سے ازحد پیار کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنی وفات کے وقت کرتار پور میں تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی مادری دھرتی کو یاد کرتے ہوئے بچپن میں گذرے ہوئے واقعات اپنی آنکھوں کے سامنے لاتے ہیں۔ چنانچہ گرنتھ صاحب تکھاری چھنت محلہ ا میں لکھا ہے۔ یہ بانی کافی لمبی ہے اس کا اس مضمون میں درج کرنا مشکل امر ہے۔ صرف اس کے حاشیہ کے فٹ نوٹ کا خلاصہ درج ذیل کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ کو ننکانہ صاحب کے ساتھ کتنا پیار تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ چاہے گورو جی سری کرتار پور میں اپنی آنکھیں بند کر رہے ہیں لیکن جو نظارے آنکھوں کے سامنے لا رہے ہیں وہ ننکانہ صاحب کے ہیں۔ جہاں پر بچپن گذارا تھا۔ اور جہاں پر پشو چراتے ہوئے کڑکڑاتی دوپہر کے وقت کہیں لیٹے ہوئے ٹیڈو لوے منجھ بارے' سنا تھا۔ نصف صدی بعد یاد آرہا ہے کہ اب میری جنم بھومی 'بار' میں بن پھولے اور وہاں پر لمبے لمبے گھاس کے سرو نکلے ہوں گے۔ اور بینڈے بولتے ہوں گے۔

(شبد آرتھ سری گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۱۰۹)

## جرأت و غریب نوازی

سلطان پور سے روانہ ہو کر پھرتے پھراتے آپ سید پور جس کا نام اب ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) پاکستان میں ہے پہنچے۔ وہاں آپ لالو ترکھان کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ جسے اونچی ذات کے لوگ شودر سمجھتے تھے۔ ایمن آباد کے رئیس اعظم ملک بھاگو نے برہم بھوج کیا جس میں بہت سے براہمن فقیر اور سادھو مدعو تھے بابا صاحب کی آمد کی خبر سن کر ملک بھاگو نے آپ کو دعوت دی لیکن آپ نے اس وجہ سے اُس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ اُس کی کمائی ظلم کی تھی۔ اور یہ بات آپ نے اُس کے منہ پر کہہ دی اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو سچ کہنے میں کوئی باک نہ تھا وہاں آپ کی غریب نوازی بھی ظاہر ہے۔ چنانچہ آپ نے غریبوں اور نیچوں کے بارہ میں کہا ہے:۔

نیچاں اندر نیچ ذات نیچی ہوں ات نیچ
نانک تن کے سنگ ساتھ وڈیاں سیو کیا ریس
جتھے نیچ سنبھلین تتھے ندر تیری بخشیش

(محلہ ا صفحہ ۱۵)

ترجمہ:۔ نیچوں کے اندر نیچ ذات ہوں اور نیچوں سے بھی نیچ ہوں اور میں نیچوں کا ساتھی ہوں مجھے بڑوں سے کیا مطلب۔ جہاں پر اے اللہ نیچوں کی پرورش ہوتی ہے وہاں پر تیری نظر رحمت ہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ جب آپ سلطان پور میں ملازم تھے۔ تو ایک روز آپ نواب دولت خاں کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے گئے۔ لیکن نصف نماز پڑھ کر آپ نیت توڑ کر علیحدہ کھڑے ہو گئے۔ نواب صاحب نے نماز کے بعد وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے کہا کہ قاضی صاحب کا دل تو کابل میں گھوڑے خریدنے کی فکر میں تھا میں نماز کس کے پیچھے پڑھتا۔ بابا صاحب کو کشفاً قاضی صاحب کی حالت دکھائی گئی ہو گی۔ اور آپ نے اس کا اظہار بغیر کسی قسم کے خوف اور ڈر کے کر دیا۔ وہ نواب صاحب کے ملازم تھے۔ اور قاضی صاحب کا دربار میں بہت لحاظ اور عزت تھی۔ مگر آپ نے نڈر ہو کر جرأت سے اصل بات جو اُن پر ظاہر کی گئی تھی کہہ دی۔ یہ معمولی کیریکٹر کے آدمی کا کام نہیں ہے کہ صاف گوئی اور حقیقت کے اظہار میں بڑے سے بڑے آدمی کی پرواہ نہ کرے۔

اسی طرح لکھا ہے کہ جب بابر بادشاہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور بادشاہ نے خوش ہو کر کہا کہ مانگو کیا مانگتے ہو تو بابا صاحب نے فرمایا:۔

کہے نانک سُن بابر میر
تجھ سے مانگے سو احمق فقیر

یعنی اے بابر نانک کہتا ہے۔ کہ تجھ سے کوئی بیوقوف فقیر مانگ سکتا ہے۔ اس واقعہ سے آپ کی سیر چشمی اور بہادری دونوں کا پتہ چلتا ہے۔ نیز یہ کہ آپ پکے موحد اور صرف خدا کی ذات پر توکل اور بھروسہ رکھنے والے تھے۔ اور اس کو اپنا حاجت روا اور مشکل کُشا سمجھتے تھے۔ انسان خواہ کتنا ہی بڑا ہو آپ کی نگاہ میں اُس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

## صاف بیانی اور حق گوئی

آپ کی صاف بیانی اور حق گوئی کا ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ آپ ہردوار تشریف لے گئے۔ تو ہندو پانڈوں کو دیکھا کہ وہ دریا کا پانی سورج کی طرف پھینک رہے ہیں۔ آپ نے دریا کی مخالف سمت کی طرف منہ کر کے پانی پھینکنا شروع کر دیا۔ پانڈے حیران ہو کر پوچھنے لگے یہ کیا کرتے ہو۔ آپ نے سنجیدگی سے جواب دیا کہ کرتار پور میں میری کھیتی خشک ہو رہی ہے اُسے پانی دے رہا ہوں۔ اُنہوں نے ہنس کر کہا کہ یہ پانی کرتار پور کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ اگر میرا پانی کرتار پور نہیں پہنچ سکتا تو تمہارا پانی سورج تک جو کروڑوں میل فاصلہ پر ہے کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ اس پر سب پانڈے لاجواب ہو گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ توحید الٰہی کی تبلیغ نہایت حکمت اور دانائی سے کرتے تھے اور کوئی موقع تبلیغ کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اور بروقت آپ کو نہایت معقول بات سوجھتی تھی۔ دیکھو صفحہ ۴۳

## مسلمان اور بابا نانک صاحب

میر سید حسن صاحب کے بارے میں تو عرض کر چکا ہوں سکھ تواریخ میں سب سے پہلے ایک مسلمان رئیس رائے بولار کا ذکر ملتا ہے یہ علاقہ تلونڈی کے رئیس تھے۔ بابا نانک صاحب کے والد کالو چند آپ کے ملازم تھے اس مسلمان نے بابا صاحب کی شادی پر پالکی۔ رتھ۔ گھوڑے جو زیوروں سے آراستہ تھے بمعہ ساز و سامان۔ گدّے۔ خیمے اور قناتیں اور دیگر اچھے اچھے سامان اور بہت سا روپیہ کالو جی کو دیا۔ (نانک پرکاش ادھیائے ۲۱ مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ) اور ننکانہ صاحب کا کل رقبہ بطور جاگیر دے دیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

گوردوارہ جنم استھان کے نام ۲۴۷ مربعہ زمین بعد ۹۸۹۲ روپے سوا پندرہ آنہ کی جاگیر رائے بولار نے لگا دی۔ گوردوارہ بال لیلا کے ساتھ ۲۰ مربعہ زمین اور ۱۳ روپیہ سالانہ جاگیر ہے گوردوارہ مال جی صاحب کے نام ۱۰۹ مربعہ زمین اور پچاس روپیہ سالانہ جاگیر ہے۔ گوردوارہ کیارا صاحب کے نام ۵۹ مربعہ زمین ہے یہ تمام جاگیریں مسلمان رائے بولار نے عطا کی تھیں۔ ملاحظہ ہو جنم ننکانہ صفحہ ۲ مصنفہ گیانی کرتار سنگھ صاحب اور کتاب گوردھام دیدار جو کہ لالہ دیوی داس جانگی اس دبھائی شام سنگھ و سوہن سنگھ نے شائع کی۔ گوردوارہ بال لیلا کے ملحق تالاب پختہ رائے بولار نے بنوا کر دیا۔ (خورشید خالصہ صفحہ ۳۹ مصنفہ بابا نہال سنگھ و گوردوارہ گزٹ امرت سر نومبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۴۹ مضمون بھگت سنگھ) رائے بولار کے بعد نواب دولت خاں صاحب لودھی کے متعلق بھائی گورداس جی نے یوں لکھا ہے:۔

"دولت خاں لودھی بھلا ہو آجند پیر ابناسی"

(وار ۱۱ پوڑی ۱۳)

یعنی دولت خاں لودھی اچھا ہو گذرا ہے۔ وہ زندہ پیر اور غیر فانی تھا۔ بابا نانک صاحب کا بہنوئی جن کا نام جے رام تھا آپ کے ملازم تھے۔ بابا نانک صاحب نے بھی نواب صاحب کی ملازمت اختیار کی تھی۔ اس نواب نے بابا نانک صاحب کی برات کے لئے ہاتھی بمعہ عماریوں کے اور گھوڑے سواری کے لئے اور زیور سونے کے جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اور جو بہت خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ اونٹ بمعہ خیموں اور قناتوں کے بوجھ اُٹھانے کے لئے دیئے اور اپنے خزانے سے بہت سا روپیہ بخوشی دیا۔

(نانک پرکاش صفحہ ۹۴ ادھیائے ۲۱ مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ)

ننکانہ صاحب گوردوارہ جنم استھان کے شمال مشرقی دروازہ کے دونوں جانب سنگ مرمر کے دو سفید پتھر دیوار میں چسپاں ہیں جن میں گورمکھی اور اردو حروف میں یہ عبارت مرقوم ہے:۔

"سیوا کرائی حکیم بھوے خاں موضع رڑکا چک نمبر ۱۰۰ رکھ برانچ ضلع لائلپور یکم ہاڑ سمت ۱۹۸۶
سیوا کرائی بیگم دھرم پتنی حکیم بھوے خاں موضع رڑکا چک نمبر ۱۰۰ رکھ برانچ ضلع لائلپور یکم ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی۔

## چندن کا بے نظیر چنور

سردار گوربخش سنگھ صاحب شمشیر اتہاس کرتا سری ننکانہ صاحب لکھتے ہیں:۔

ایک مسلمان نفیر حاجی محمد سکین صاحب جوہری گورو نانک صاحب کے پریم میں رنگین سری امرتسر آیا۔ اور ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء جمعرات کے دن دو بجے اس نے یہ چنور بڑی عقیدت کے ساتھ مرحوم بھائی ہیرا سنگھ راگی کی معرفت سری دربار صاحب کی نذر کیا۔ اس گورو گھر کے شردھالو نے پانچ برس اور سات ماہ میں بڑی محنت کے ساتھ بے نظیر چندن کا چنور تیار کیا تھا جس کی باریک تاریں ایک

لاکھ ۵ ہم ہزار ہیں۔
(رسالہ امرت ماہ مئی ۱۹۳۸ء صفحہ ۴)

## پنجہ صاحب کو عطیہ

گوردوارہ پنجہ صاحب کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے مبلغ پانصد روپیہ کی رقم عطا کی۔ اُس کے متعلق سردار امر سنگھ مرحوم ایڈیٹر اخبار شیر پنجاب زیر عنوان "خلیفہ قادیان کا پنجہ صاحب کے لئے عطیہ" لکھتے ہیں:۔

امرتسر ۲۸ر فروری۔ خلیفہ قادیان نے ۵۰۰ روپیہ گوردوارہ صاحب کی عمارت کے لئے دیا۔
(اخبار شیر پنجاب ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

نیز پنجہ صاحب کا پختہ تالاب ایک مسلمان خواجہ شمس الدین صاحب نے بنوایا (گوردھام سنگرہ صفحہ ۳۲ مصنفہ گیان سنگھ) اور گوردوارہ ننکانہ صاحب کے نام چند دیہات بطور جاگیر اودھ کے نوابوں نے لگائی ہوئی ہے۔
(دیپا چین بیڑاں صفحہ ۲۸ مصنفہ گوربخش سنگھ)

گوردوارہ نانک جھیرا کے نام نظام حیدرآباد نے گذارے کے لئے جاگیر لگائی ہوئی ہے۔
(سری گوردوارے درشن صفحہ ۳۸)

ٹھاکر سنگھ گیانی (م) خان قلات نے بابا صاحب کے گوردوارے کے نام جاگیر لگا دی جو اب تک موجود ہے۔ (سری گوردوارے درشن صفحہ ۵)

کون نہیں جانتا کہ بھائی مردانہ نے تمام عمر بابا صاحب کی خدمت میں گذار دی یہاں تک کہ سفر میں ہی جان بحق ہوا۔ حضرت شیخ فرید ثانی کے متعلق جنم ساکھی کا بیان ہے۔ کہ آپ نے شیخ صاحب کے ساتھ مل کر ایک لمبا سفر اختیار کیا۔ بابا صاحب نے کہا۔ اے شیخ صاحب! آپ کے اندر خدا صحیح ہے۔ تب یہ صاحب بوقت رخصت بابا صاحب کے گلے میں بانہ ڈال کر ملے (جنم ساکھی بالا صفحہ ۳۶۵) بابا نانک صاحب نے فرید صاحب کی ملاقات کی خوشی میں مندرجہ ذیل شبد فرمایا:۔

آؤ بھنیں گل ملہ اَنک سہیلڑیاں
مل کے کرہ کہانیاں سمرتھ کنت کیا
ساچے صاحب سبھ گُن اوگن سبھ اساہ
(گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ صفحہ ۱۶)

ترجمہ:۔ آؤ بہنیں ہم دونوں گلے ملیں۔ کیونکہ تو میرے پیارے خاوند یعنی خدا کی سہیلی ہے۔ ہم دونوں مل کر قدرت والے خاوند کی باتیں کریں خدا تعالے میں تو سب خوبیاں ہیں ہم میں کوئی خوبی نہیں۔

مہاتما۔ ٹی۔ ایل۔ واسوانی لکھتے ہیں:۔
میں سمجھتا ہوں۔ گورو صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ گورو صاحب کو مسلمانوں سے ملاپ میں لطف آتا تھا۔ شیخ فرید دس برس گورو صاحب کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاتے رہے۔

(اخبار موجی مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۹۳۹ء)

گوردوارہ روڑی صاحب سب سے پہلے مسلمان غازی محمد شاہ نے بنوایا (گوردھام سنگرہ صفحہ مصنفہ گیان سنگھ) گوردوارہ بابے دی بیر ~~سیالکوٹ~~ کے مہنت کے نام بادشاہ دہلی محمد شاہ کی طرف لکھی ہوئی تحریر ہے دو آنہ روزانہ شاہی خزانہ میں سے ہمیشہ ملنے کا حکم ہے (گوردھام سنگرہ صفحہ ۲۳)

## بابا نانک صاحب کی یادگاریں اور مسلمان

کئی ایک ایسے مقامات مسلمانوں کے قبضہ میں آج تک چلے آتے ہیں جہاں حضرت بابا نانک صاحب تشریف لے گئے اور چونکہ کئی مسلمانوں کی بابا صاحب سے محبت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کی یادگاروں کو آج تک بڑی عزت و احترام سے قائم رکھا۔ یہ یادگاریں ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کی زیارت گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:۔

گوردوارہ نانک جھیرہ کے محافظ مسلمان ہیں۔ (سری گوردوارے درشن صفحہ ۳۷۔ خورشید خالصہ صفحہ ۲۱۹) گوردوارہ بغداد صاحب محافظ مسلمان ہیں۔ (گوردوارے درشن صفحہ ۶۳)

گوردوارہ ملتان صاحب محافظ مسلمان ہیں۔ (گوردوارے درشن صفحہ ۵۱) گوردوارہ ...سہ صاحب محافظ مسلمان ہیں۔ (گوردوارے درشن صفحہ ۲۲ و خورشید خالصہ صفحہ ۲۱۹) گوردوارہ ننگاہا صاحب محافظ مسلمان ہیں۔ (خورشید خالصہ صفحہ ۲۲۲)

گوردوارہ بالاکوٹ مسلمان محافظ ہیں (رسالہ امرت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء مضمون گوربخش سنگھ) جنگ عظیم کے دوران میں جب سکھ پلٹنیں بغداد پہنچیں تو اُن کے سرداروں نے ایک مقام دیکھا جہاں پر بابا صاحب نے شاہ بہلول سے گفتگو کی تھی۔ اُس جگہ کے مجاور سید محمد یوسف نے بیان کیا کہ وہ دسویں پشت سے اس جگہ کے جانشین مقرر ہوئے ہیں۔ وہاں پر ایک کتبہ پر حروف ذیل منقش ہیں جس کا ترجمہ سنٹرل سکھ کمیٹی بغداد نے کرا کر بھیجا ہے اور سردار گوربخش سنگھ شمشیر نے رسالہ امرت میں درج کیا ہے۔ ترجمہ یہ ہے:۔

دیکھو حضرت پروردگار بزرگ نے کیسی مراد پوری کی ہے کہ بابا نانک کی تعمیر نئے سرے سے بن گئی۔ سات بڑے بڑے ولیوں نے اس میں امداد کی اور اس کی تاریخ نکلی۔ کہ نیک بخت مرید نے پانی کے لئے زمین میں پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔
(رسالہ امرت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۳۱)

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان آپ کے ساتھ کس قدر پیار کرتے تھے اور بابا صاحب کو بھی مسلمانوں سے پیار کرنے میں لطف حاصل ہوتا تھا۔ بابا صاحب کے اس پیار کا ہی نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کو اپنے اور بابا صاحب کے اندر کوئی دوری نظر نہ آتی تھی۔

چنانچہ گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے کہ بغداد میں عموماً لوگ آپ کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں (صفحہ ۷۹ تواریخ گوروخالصہ)

یہ مسلمانوں کی محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ آپ کی لاش مبارک کا مطالبہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم جلانے نہیں دیں گے (تواریخ گوروخالصہ صفحہ ۶۳ مصنفہ پروفیسر اندر سنگھ ہسٹری اینڈ فلاسفی آف دی سکھ ریلیجن مصنفہ سردار گیان سنگھ ای۔ اے۔ سی وغیرہ)

## بابا صاحب کی تعریف میں مسلمانوں کی نظمیں

ویسے تو بہت سی نظمیں مسلمانوں کی لکھی ہوئی سکھ اخبار ورسالوں میں درج ہیں۔ صرف ناظرین کی دلچسپی کے لئے مولا بخش صاحب کشتہ اور میاں فیروز دین صاحب شرف کی دو نظمیں پیش کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ مسلمان حضرت بابا صاحب کے کس قدر گرویدہ ہیں چنانچہ مولا بخش صاحب کشتہ لکھتے ہیں:۔

راس رب دے راہ وِچ تا دتی
کیتا خوب ایہہ تساں بیوپار نانک
مایا موہ تیاگ کے جگت سندا
ہوئے ایشور دے تابعدار نانک
دیوی دیو تے صنم خانیاں نوں
کدے پوجیا رب بنایا نہیں
کھوٓاں کھنڈراں دے نیک رہے کردے
اک نام دا سدا پرچار نانک
مارطے مارڑیاں نوں لا کے نال چھاتی
چُک تخنیوں تخت بٹھال دتا
اتے نال پریم دے توڑ دتے
وڈے وڈیاں دے ملبکار نانک
جھوٹ کپٹ ہنکار گوان کا رن
ہر اک نوں نیک تعلیم دتی
موتی لال اُپدیش دے ورس دے سن
دربار سی لیس دربار نانک
لکڑ نال لگ کے لوہا ترے جیویں
تساں سنگ جیہڑے اے تر گئے اُد
دیوے ٹلیاں حلال نوں جو ڈھا دس
پیار تساں دی سی اُہ پیار نانک
(رسالہ پھلواڑی کتک ۱۹۸۳ء بکرمی صفحہ ۴۴)

از میاں فیروز دین صاحب شرف
روسے آکھاں نرچ تیری تصویر نانک
رُتبے شاہاں دے رکھ دے جگ اُتے
تیرے بوہے دے جیہڑے فقیر نانک
پکی سند ہے سورگ دے واسطے اے
تیری گودڑی دی سانوں لیر نانک
تیرے دیس دی کُل جس خاک پنڈے
کندن ہو گیا اُہدا اسریر نانک
بھلا بندے اصلیت کی رکھدے سن
چلے پتھراں دے وچوں نیر نانک
ہووے اُدس تھاں ٹھیکرے ٹھاکراں دے
گئے دُھوک کے جیتے وہیر نانک
دنیا تھک گئی اے گِن گِن گُن تیرے
بابا انت نہ گُن گہیر نانک
کرے شرف کی شان بیان تیری
گوروگو دواں جیسے پیراں دے پیر نانک
(رسالہ پریتم ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ...)

## ملہم نانک

ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ جناب بابا نانک صاحب کشف اور الہام تھے۔ چنانچہ آپ نے خدا تعالے سے الہام پا کر پیشگوئی فرمائی جو عین وقت پر پوری ہوئی۔ اور یہ جناب بابا صاحب کی صداقت کے لئے ایک دلیل ہے اور وہ لوگ جو الہام کا سلسلہ بند اور منقطع مانتے ہیں اُن کی پُرزور تردید ہے۔ چنانچہ ایمن آباد میں جبکہ بابر بادشاہ نے حملہ کیا اُس وقت آپ بھی وہاں موجود تھے۔ آپ کو خدا تعالے کی طرف الہام ہوا جو مندرجہ ذیل شبد میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"تلنگ محلہ ۱
جیسی مَے آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو۔
یعنی اے لالو! جس طرح مجھے خدا کی طرف سے کلام آتا ہے اس پر اسی طرح وچار کرتا۔ لالو جی بابا صاحب کے ایک مرید کا نام ہے۔ اسی بانی میں لکھا ہے:۔

آون اٹھترے جاون ستانوے ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا۔ سچ کی بانی نانک آکھے سچ سنائیسی سچ کی بیلا۔
(راگ تلنگ محلہ ۱ صفحہ ۲۲۷ گرنتھ صاحب)

یعنی بابر کی آمد سمت ۱۵۷۸ بکرمی میں ہوئی ہے اور سمت ۱۵۹۷ بکرمی میں مغلوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اور انہی مغلوں کی قوم میں سے ایک مرد کا چیلا اٹھے گا۔ نانک سچی بانی کہتا ہے اور وہ سچے وقت سچ سنائے گا۔ پد کے ارتھ پرکرن کے مطابق ہوتے ہیں پرسنگ مغلوں کا ہے اور وہ مرد کا چیلہ بھی مغلوں کی قوم سے ہی ہونا ضروری ہے۔

نوٹ:۔ اگر بابا نانک صاحب کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے جائیں تو اُس کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں اس لئے اختصار کے ساتھ مضمون لکھا گیا ہے۔

## درخواست دعا

میں نے امسال بی۔ اے۔ کا امتحان دیا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

والسلام
خاکسار
محمد ذکاء الحق پتوکی
ضلع لاہور

# پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کرنا ہمارا فرض ہے

از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری۔ ربوہ

یہ قیمتی اور مختصر مضمون خاص نمبر کی اشاعت کے لئے موصول ہوا تھا لیکن افسوس ہے کہ دیر سے ملنے کی وجہ سے اس میں شائع نہ ہو سکا۔ اب شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے ......... ایڈیٹر

مذاہب عالم کا لمبے عرصہ تک قائم رہنا اس امر کی واضح دلیل ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور ان مذہبوں کے بانی یقیناً مقدس اور برگزیدہ انسان ہیں۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ہر سچے مذہب اور ست دھرم کے قائم کرنے کے لئے اس کے بانی کو بہت سے دکھ اٹھانے پڑے۔ باطل پرست لوگوں نے نبیوں اور رشیوں کو ہر قسم کے ظلم کا نشانہ بنایا۔ مگر یہ نیک لوگ حق کی خاطر ہر تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ انہوں نے ظلم کا بدلہ عدل و انصاف سے لیا۔ اور اپنے مخالفین پر بے انتہا رحم کیا۔ پیشوایانِ مذاہب کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کیرکٹر کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ان کے لائے ہوئے دین قائم ہو گئے۔ اور صدیوں سے قائم ہیں۔

اگر ہم نبیوں کی تعلیم اور ان کے طور طریق پر غور کریں تو ان میں بہت حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔ بلکہ وہ سب ایک سلسلے اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی زندگیاں مصائب کے لحاظ سے یکساں ہیں۔ ان کے اخلاق اپنی قدسی تاثیرات کے لحاظ سے ہمرنگ ہیں۔ اور ان کی ترقیات اور کامیابی کا بھی ایک ہی نقشہ نظر آتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے دشمنوں کی روش بھی ہر جگہ یکساں نظر آتی ہے اور طرفہ یہ کہ اس معاندانہ رویہ کا جواب تمام ہادیانِ ادیان کی طرف سے ایک ہی رنگ میں دیا گیا ہے۔ زبانوں اور ملکوں کا فرق ہے۔ رنگتوں اور نسلوں کا امتیاز ہے۔ زمانوں اور قرنوں کا اختلاف ہے۔ مگر حقیقت سب جگہ ایک ہی نظر آتی ہے۔ اور تمام نبی۔ رشی ایک ہی نور کی مشعلیں دکھائی دیتے ہیں۔ بظاہر جو اختلاف ہے۔ وہ یا تو ان کے پیروؤں کا پیدا کردہ ہے۔ یا پھر ملکی اور ذہنی ضروریات کا تقاضا تھا۔ جو اختلاف کی مستقل بنیاد نہیں بن سکتا۔

ہادیانِ مذاہب کی عزت کرنے سے انسان ایک صداقت کا اقرار کرتا ہے جس کا ماننا اس پر فرض ہے وہ ان مقدسوں کی عزت کرتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب تھے۔ جو نسلِ انسانی کے بہترین خیرخواہ تھے۔ جو اخلاق کے مجسمے تھے۔ جو علوم و معارف کے سرچشمے تھے ایسے بزرگوں کی عزت کرنا اپنی دانشوری اور شرافت کا ثبوت دینا ہے۔ ایسے بزرگوں کی نہ صرف عزت کرنا ضروری ہے۔ بلکہ ان کو اپنانا اور ان سے محبت و عقیدت رکھنا انسان کا فرض ہے۔ ایسا کرنے میں خود انسان کا اپنا فائدہ ہے۔ اس کے روح کی تسکین اور اس کے اخلاق کی ارتقاء کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر کوئی انسان اس روحانی معرفت سے بے نصیب ہے۔ اور وہ اس اعلیٰ نصب العین کے لئے انبیاء اور رشیوں کو اپنانے کے لئے تیار نہیں تو اسے کم از کم اس نقطۂ نگاہ سے ان بزرگوں کی عزت کرنی چاہیئے۔ کہ ہزاروں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان ان بزرگوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور ان سے انتہائی عقیدت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان مقدسوں کی توہین کرے گا۔ تو لازمی طور پر ان کے پیروؤں کے دل زخمی ہوں گے۔ اور انہیں رنج پہنچے گا۔ اس طریق سے قوموں اور اہلِ مذاہب کے درمیان منافرت پھیلے گی۔ اور باہمی تعلقات کشیدہ ہوں گے۔ اور ملک کا امن برباد ہو گا۔ یہ تو غلط ہے۔ کہ توحید پرست قومیں اپنے نبیوں کی عزت خدا تعالیٰ سے زیادہ کرتی ہیں۔ لیکن یہ ضرور درست ہے۔ کہ نبی کے صحیح مقام کے مطابق بھی نبی کی عزت کا تقاضا ہے۔ کہ اس کے حق میں توہین آمیز کلمات نہ سنے جائیں۔ نبی خدا نما ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے محبت و عقیدت دراصل توحید کی مظہر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مذہب پرست انسان اپنے نبیوں کے حق میں برے کلمات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

غرض نبیوں اور رشیوں کی عزت و احترام کرنا ضروری ہے۔ وہ فی الواقع عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ اور ان کی پیروی لازم ہے۔ اور اس لئے بھی ان کی عزت و احترام کرنا ضروری ہے۔ کہ ایسا نہ کرنے سے ملک کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ اور انسانوں میں خونریزی کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسلام نے یہ تعلیم دیکر کہ ہر ملک اور ہر قوم میں سچے نبی اور رشی گذرے ہیں مسلمانوں پر فرض کر دیا ہے۔ کہ وہ سب پیشوایانِ مذاہب کو قبول کریں۔ اور ان کو اپنا ہادی اور پیغمبر سمجھیں قرآن مجید کی اس صلح و آشتی سے لبریز اور امن بخش تعلیم کا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبردست چرچا فرمایا ہے۔ اور آپ نے اسی بنیاد پر اپنی مشہور آخری کتاب پیغام صلح مرتب فرمائی تھی۔ تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مستقل اتحاد کی اس قوی تر اساس کو قائم کیا جائے۔ جماعت احمدیہ اسی مسلک پر قائم ہے۔ اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ ہم سب ہادیانِ مذاہب کی عزت کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ اور ایشور کے سب رشیوں کو اپنا مقدس بزرگ مانتے ہیں۔ یہ پاک تعلیم ہمیں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آمین

اے کاش کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کو ہندو۔ سکھ اور عیسائی بھائی بھی محسوس کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق بخشے۔ آمین

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ "بدر" خود خرید کر پڑھے۔

(بقیہ فہرست صفحہ ۲)

| نمبر | نام | | رقم | |
|---|---|---|---|---|
| ۸۳ | اہلیہ صاحبہ مرحوم عبدالرشید خاں صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد | | ۵-۰-۰ = | روپے |
| ۸۴ | دختر سید مصطفےٰ صاحب " " " | | ۶-۳-۰ = | " |
| ۸۵ | نصرت دختر سیٹھ غلام احمد صاحب " " | | ۳۰-۱-۰ = | " |
| ۸۶ | عفت " " " " " " | | ۳۰-۱-۰ = | " |
| ۸۷ | شیریں " " " " " " | | ۱۱-۱-۰ = | " |
| ۸۸ | مکرم ایم کنہامو صاحب ٹیلی چیری۔ مدراس | | ۳۰-۰-۰ = | " |
| ۸۹ | مکرم اے علی صاحب پنگاڈی | | ۱۱-۱۲-۰ = | " |
| ۹۰ | مکرمہ والدہ نذیر احمد صاحب بنگلور | | ۵-۲-۰ = | " |
| ۹۱ | مکرم دلدار علی صاحب کشن گڑھ راجستھان | | ۶-۰-۰ = | " |
| ۹۲ | مکرم ملک ضیاءالحق صاحب درویش قادیان | از خود | ۸-۰-۰ = | " |
| ۹۳ | " " " " | از والد صاحب مرحوم | ۸-۰-۰ = | " " |
| ۹۴ | " " " " | از والدہ صاحبہ | ۸-۰-۰ = | " " |
| ۹۵ | " " " " | از اہلیہ صاحبہ | ۵-۰-۰ = | " " |
| | | از فرزند (انوارالحق) | ۲-۰-۰ = | " " |

(وکیل المال قادیان)

## قادیان میں دعا ختم قرآن اور نماز عید کی ادائیگی۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ کہ آخری عشرہ میں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل مسجد اقصیٰ میں آخری دس سپاروں کا درس دے رہے تھے۔ ۲۹ رمضان المبارک کو قرآن مجید کے آخری حصہ کا درس ٹھیک ۲½ بجے بعد دوپہر مسجد اقصیٰ میں شروع ہوا۔ تمام درویشان نہایت ذوق شوق سے پہلے درس میں شمولیت کے لئے اور بعد میں اجتماعی دعا میں شرکت کے لئے حاضر ہو گئے۔ چنانچہ ۴½ بجے بفضلہ تعالیٰ قرآن مجید کا درس ختم ہوا۔ اور حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ایک مختصر تقریر میں رمضان المبارک کے بخیر و خوبی ختم ہونے پر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور درس دینے والوں اور نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کے حق میں دعا کی تحریک کی۔ بعدہٗ باہر سے آنیوالی نادہندہ کے خلاصہ سنائے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور مبلغین کرام کے لئے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے خصوصیت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کامیابی۔ جملہ مشکلات کے دور ہونے اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و درازی عمر کے لئے دعا کرنے کی تلقین کی۔ الغرض ضروری اعلانات کے بعد یہ دعا ۵ بجکر ۵۰ منٹ پر شروع ہوئی۔ اور ایک لمبی اور پُرسوز دعا کے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

۲۹ رمضان المبارک کی تاریخ گذرنے پر نہایت اشتیاق سے تمام احباب قادیان ہلال عید دیکھنے لگے مگر مغرب کی طرف مطلع صاف نہ ہونے کے باعث چاند دیکھنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ حتّٰی کہ ریڈیو پر اعلان ہونے پر حضرت امیر صاحب مقامی کی طرف سے صبح عید منانے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور نماز عید ٹھیک آٹھ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں ادا کرنے کا اعلان کیا گیا۔

تمام درویشان معہ خواتین و بچگان خوشی خوشی بروقت مسجد اقصیٰ میں پہنچ گئے۔ مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل واعظ مقامی نے وقت مقررہ پر نماز عید پڑھائی۔ اور سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فرمودہ خطبہ عید الفطر مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء؟ پڑھ کر سنایا۔ جو موقعہ محل کے بالکل مطابق تھا۔ جسے تمام احباب جماعت نے پوری توجہ اور سرور سے سنا۔ بعد از خطبہ مولوی صاحب موصوف نے اجتماعی دعا فرمائی۔ اور تمام درویشان خوشی خوشی ایک دوسرے کو عید مبارک کہتے اور مصافحہ و معانقہ کرتے ہوئے اپنی اپنی رہائش گاہوں کو واپس لوٹے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (نامہ نگار)

## دعائیہ خطوط کے جواب

جن احباب نے رمضان المبارک میں دعا کے لئے خطوط ارسال کئے انکے لئے دعا کی تحریک کی جاتی رہی ہے۔

(امیر مقامی قادیان)

# حضرت رام علیہ السلام

از جناب گیانی عباد اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ پاکستان

بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے:

**کنت کنزا مخفیا فاجبت عن اعرف فخلقت آدم**

یعنی اللہ تعالےٰ ایک مخفی خزانہ تھا۔ اس نے چاہا کہ وہ شناخت کیا جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی گفتار و کردار کے ذریعہ ہی لوگوں کو خدا کی معرفت نصیب ہوئی۔ اگر اللہ تعالےٰ سلسلہ نبوت و رسالت کو جاری نہ فرماتا۔ تو خدا تعالےٰ تو موجود ہوتا مگر اس کی شناخت اور معرفت سے لوگ بالکل محروم رہتے۔ چونکہ یہ ایک بین الاقوامی مسئلہ تھا۔ اور دنیا کی ہر ایک قوم کو اس کی ضرورت تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اسلام سے قبل دنیا کی مختلف اقوام میں مختلف زمانوں میں بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ اور ہر نبی نے دنیا میں آکر خدا تعالےٰ کی منشا کے مطابق لوگوں کو صراط مستقیم کی تعلیم دی۔ اور خدا کی شناخت اور معرفت کے درس دیئے۔

اسلام دنیا میں ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جس نے دنیا کی مختلف قوموں میں اتحاد و یگانگت کو پیدا کرنے کے لئے یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا میں ایک بھی قوم ایسی نہیں گذری جس میں خدا کی معرفت کا سبق دینے کی غرض سے کوئی نہ کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوا ہو۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

**ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔**

یعنی دنیا کی ہر قوم میں خدا کے رسول آئے ہیں جنہوں نے لوگوں کو خدا کی توحید کا پیغام دیا ہے۔ اور انہیں بُرے کاموں سے روکنے کی کوشش کی ہے۔

## ہندوستان کے نبی

ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اور قدیم سے آباد ہے۔ گو اس ملک کی مذہبی تاریخ ہم تک بہت عجیب و غریب رنگ میں پہنچی ہے۔ مگر پھر بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے رب العالمین خدا نے بھارت ورش میں بھی وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مقدس کتب میں رام اور کرشن علیہما السلام کو خدا کے نبی اور رسول تسلیم کیا ہے اور ہر احمدی کے لئے ان کا احترام کرنا ضروری قرار دیا ہے حضور کی اس تعلیم کے پیش نظر ہر وہ شخص جو حضور کو مسیح موعود علیہ السلام تسلیم کرتا ہے۔ اور احمدی کہلاتا ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں آباد ہے۔ نہ صرف کسی سیاسی یا دنیاوی غرض کے ماتحت بلکہ خدا اور اس کے دین کی تعلیم کے پیش نظر حضرت رام اور حضرت کرشن علیہما السلام کو خدا کے مقدس نبی اور رسول تسلیم کرتا ہے۔ اور وہ ان کا حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح دل سے احترام کرتا ہے۔ اگر بالفرض کسی وقت بھارتی لوگ ان مقدس بزرگوں کا سرے سے انکار کر دیں تو پھر بھی ہمارے اس عقیدہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ ہم حضرت رام اور کرشن کو اس لئے نہیں مانتے کہ ہندو انہیں اوتار اور بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ ہم اس لئے ان کا احترام کرتے ہیں کہ وہ ہمارے پیدا کرنے والے خدا کے رسول اور نبی تھے۔ اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں ان کے ماننے اور احترام کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

مجھے اس وقت ہندوستان کے جس مقدس انسان سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ حضرت رام علیہ السلام ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ پورانک پنڈتوں نے آپ کے سوانح حیات میں بہت مبالغہ آمیزیاں کی ہیں۔ اور کئی فضول اور لغو قصے بھی آپ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں پھر بھی آپ کے جو حالات ہم تک پہنچے ہیں ان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ انسان اور مجسمہ اخلاق و ایثار تھے۔ آپ کا نسلی تعلق سورج بنسی خاندان سے تھا۔ اور آپ کے والد ماجد کا نام راجہ دسرتھ تھا۔ جو اجودھیا کا حکمران تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی کو اجودھیا کا نام حضرت رام علیہ السلام کی وجہ سے ہی دیا گیا ہوگا۔ کیونکہ اجودھیا لفظ کے معنے یہ ہیں کہ جہاں کسی قسم کا جنگ و جدل نہ ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں خدا کا نبی مبعوث ہوتا ہے (گو اس بستی کے مکذبین اور منکرین اسے دار الحرب بنانے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں) فی الحقیقت وہ بستی دار الامان ہوتی ہے۔ اور اجودھیا لفظ میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رام علیہ السلام کی جائے پیدائش دار الامان تھی۔ جہاں لوگوں کو حقیقی امن و سکون حاصل تھا اسی بات کے اظہار کے لئے اس بستی کو اجودھیا کے نام سے موسوم کیا گیا۔ حضرت رام کے والد ماجد راجہ دسرتھ کی تین بیویاں۔ کوشلیا۔ سمترا اور کیکئی تھیں۔ ان تینوں کے بطن سے ان کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے۔ جن کے نام رام۔ لچھمن۔ شترگھن اور بھرت تھے۔ رام ان سب میں بڑے تھے۔ جو کوشلیا جی کے بطن سے تھے۔ اس سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ زمانہ قدیم کے بھارتی مسئلہ تعدد ازدواج پر عمل کرتے تھے اور اسے ویدک دھرم کی تعلیم خیال کرتے تھے۔ اگر بیک وقت ایک سے زائد عورتوں سے شادی کرنا ویدک تعلیم کے خلاف ہوتا تو یہ ناممکن تھا کہ حضرت رام کے بزرگوار والد کی تین بیویاں ہوتیں

حضرت رام بچپن سے دنیاوی کاروبار سے سخت متنفر تھے۔ آپ کے دل میں ہمیشہ ویراگ کا خیال رہتا تھا۔ آپ کو دنیاوی وجاہت سے بھی کوئی دلچسپی نہ تھی۔ باوجود اس کے آپ ایک راجہ کے ولیعہد تھے۔ مگر پھر بھی آپ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ غریبوں کی ہمدردی آپ کے دل میں سمندر کی طرح جوش مارتی تھی۔ اور آپ مظلوم کی حمایت میں ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے۔ اس زمانہ کے مطابق آپ نے وششٹ جی اور وام دیو جی سے ویدک تعلیم حاصل کی اور وشوامتر جی سے جنگی فنون سیکھے۔ آپ کے بچپن کے زمانہ کے کئی ایسے واقعات ہندو کتب میں مرقوم ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت بہادر۔ بے خوف اور دلیر تھے۔ اور دوسروں کے لئے جان تک لڑا دینے سے بھی آپ کو دریغ نہ تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ساہو اور پریم نام کے دو شخصوں نے وشوامتر کے یگ کو ناکام کرنے کی کوشش کی۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ ان کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کا ایسا مقابلہ کیا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ اور انہیں شکست دے کر آپ نے وشوامتر کے یگ کو کامیاب بنایا۔ جوانی کے عالم میں آپ جنک پوری گئے۔ اور وہاں جا کر سیتا سوئمبر میں حصہ لیا۔ اور ایک بہت بڑی کمان جسے "شو دھنکھ" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا توڑ کر سیتا سے شادی کی۔ اس طرح ایک بہت پاکباز اور راستباز عورت آپ کی زوجیت میں آئی۔ جس کے بطن سے آپ کے ہاں دو بیٹے ہوئے۔ جن کے ہندو کتب میں "لو" اور "کشو" نام مرقوم ہیں۔ اور لاہور اور قصور نام کے شہر ان کے نام پر ہی آباد بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت رام اپنے باپ کے بڑے بیٹے ہونے کی وجہ سے حکومت کے جائز وارث تھے۔ جب آپ حکومت کرنے کی اہلیت کو پہونچے تو ان کے بزرگوار والد نے اس زمانہ کے رواج کے مطابق آپ کو حکومت کے تخت پر بٹھانا چاہا۔ لیکن ان کی سوتیلی والدہ کیکئی نے اس میں مزاحمت کی۔ اس نے آپ کے والد ماجد کو مجبور کیا کہ وہ عنان حکومت حضرت رام کے ہاتھ سونپنے کی بجائے اس کے لڑکے بھرت کے سپرد کر دے۔ اور حضرت رام کو چودہ سال کے لئے جلاوطن کر دے۔ راجہ دسرتھ اپنی بیوی کیکئی جی کی اس بات سے سخت پریشان ہو گئے۔ ان کی حالت نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کی تھی۔ کیونکہ وہ ایک مرتبہ اس کی ایک خدمت کے صلہ میں یہ قول دے چکے تھے۔ کہ وہ جو بات کہے گی اسے قبول کر لیا جائے گا۔ اب راجہ دسرتھ کے سامنے دو باتیں تھیں۔ ایک طرف اس کا اپنا وعدہ تھا۔ جسے وہ ہر قیمت پر ایفاء کرنے کا خواہاں تھا۔ اور دوسری طرف معصوم اور بے گناہ حضرت رام کے حق کا سوال تھا۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ وعدہ خلافی کا مرتکب ہو۔ اور حضرت رام کی حق تلفی بھی اس کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ وہ سخت بے چین تھا۔ جب حضرت رام کو اپنے باپ کی اس پریشانی کا علم ہوا۔ تو آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے کہا کہ اے میرے بزرگوار والد آپ اپنے وعدہ کو پورا کریں۔ اور اجودھیا کی حکومت میرے بھائی بھرت کے حوالہ کر دیں۔ نیز مجھے چودہ سال کی جلاوطنی منظور ہے۔ مجھے اس معاملہ میں آپ ثابت قدم پائیں گے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ میری خاطر کسی وعدہ خلافی کے مرتکب ہوں۔

اللہ اللہ! رام کا کیسا ایثار تھا ہم دنیادار لوگ ایک ایک انچ زمین پر لڑ مرتے ہیں۔ اور بے گناہوں کا خون بہانے بھی دریغ نہیں کرتے مگر حضرت رام کی اس قربانی اور ایثار کو دیکھو کہ جس نے محض اپنے والد کی خاطر حکومت کو ٹھکرا دیا۔ اور اس کی بجائے چودہ سال کی جلاوطنی قبول کی۔ حالانکہ اجودھیا کا بچہ بچہ دل و جان سے رام کے ساتھ تھا۔ اور ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ حضرت رام ان کے حکمران ہوں۔ اگر آپ اڑ جاتے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اس حکومت سے محروم نہ کر سکتی تھی۔ مگر آپ نے اپنا حق اپنے بزرگوار والد کی عزت کی خاطر قربان کر دیا۔

جب آپ جلاوطنی کے لئے گھر سے نکلے تو آپ کی پاکباز اور راستباز بیوی سیتا جی اور پیارا سوتیلا بھائی لچھمن جی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جس وقت آپ اجودھیا کو چھوڑ رہے تھے تمام بستی میں کہرام مچا ہوا تھا۔ راجہ دسرتھ کا محل بھی ماتم کدہ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ہر چھوٹے بڑے کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ راجہ دسرتھ کا یہ حال تھا کہ اُسے اپنے آپ کی بھی کوئی خبر نہ تھی۔ حضرت رام جی کی والدہ ماجدہ پر غشی طاری تھی کیونکہ اس کا پیارا رام ہاں ہاں اس کا ہونہار اور لائق رام حکمران بننے کے بجائے بغیر کسی گناہ اور جرم کے چودہ سال کے لئے جلاوطن ہو رہا تھا۔ تاکہ اس کے باپ پر وعدہ خلافی کا الزام عائد نہ ہو سکے۔

ہندو کتب کی رو سے اس جلاوطنی کے زمانہ میں بھی آپ کو کئی حادثات پیش آئے۔ آپ نے ہر مصیبت کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ راون ایسے جابر اور ظالم بادشاہ سے بھی آپ کا

مقابلہ اسی جلا وطنی کے زمانہ میں ہی ہوا۔ پورانک پنڈتوں نے سادگی میں یا شرارت کے طور پر راون کے واقعہ میں بعض ایسی باتیں بھی شامل کر دی ہیں۔ جو حضرت رام ایسے خدا نما انسان کی کسرِ شان کا باعث بن رہی ہیں۔ چنانچہ ہندو کتب میں مرقوم ہے۔ کہ راون کی ہمشیرہ ایک مرتبہ آپ کے پاس آئی اور شادی کی درخواست کی جسے آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ میں شادی شدہ ہوں پھر وہ آپ کے بھائی لچھمن کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس نے بھی انکار کر دیا۔ بلکہ اس نے حضرت رام کے ایماء پر راون کی ہمشیرہ کی ناک کاٹ دی جس کے بدلہ میں راون سیتا جی کو اٹھا کر لے گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ بات کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضرت رام ایسا برگزیدہ انسان ایک عورت کی ناک کاٹنے کی تلقین نہیں کر سکتا تھا۔ اگر اس کے ظاہری معنے لئے جائیں۔ تب بھی یہ ایک لغو حرکت ہے کہ ایک عورت کی ناک کاٹ دی جائے۔ اور اگر اسے ایک محاورہ تسلیم کیا جائے تو یہ اور بھی بڑی بات ہے کیونکہ محاورہ میں ناک کٹ جانیکے معنے عزت اور آبرو برباد ہو جانا ہے ہم یہ بات کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت رام نے راون کی ہمشیرہ کی ناک کٹوا دی ہو یا اسکی عزت و آبرو کو برباد کر دیا ہو۔ ہمارے نزدیک یہ کسی راون پریمی ہندو کی ایجاد ہے جس نے اسے ہندو کتب میں محض اس لئے داخل کر دیا ہے کہ راون کا سیتا جی کو اٹھا کر لے جانا اور قید کر دینا ایک جوابی کارروائی ثابت کیا جائے۔ حضرت رام کا راون کی ہمشیرہ کو جواب دینا کہ میں شادی شدہ ہوں اس لئے تیرے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔ ایک نامعقول جواب ہے۔ کیونکہ جس صورت میں آپ کے بزرگوار والد کی تین بیویاں تھیں آپ بھی دوسری شادی کر سکتے تھے۔

حضرت رام کی جب راون سے لڑائی ہوئی۔ تو آپ بالکل بے سر و سامانی کے عالم میں تھے۔ ایک طرف لنکا کا وہ راجہ تھا جس کے متعلق ہندوؤں میں یہ مشہور ہے کہ اس کے پاس بہت ساز و سامان اور لاؤ لشکر تھا۔ اور دوسری طرف حضرت رام ایک جلا وطن کی حیثیت میں تھے۔ مگر ہوا وہی جو خدا کا ارشاد ہے۔

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی

یعنی میں اور میرے رسول ہی ہمیشہ غالب ہوا کرتے ہیں۔ راون کو اس لڑائی میں مکمل شکست ہوئی۔ اس کی تمام فوجی طاقت ختم ہو گئی۔ وہ راون خود بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔ رام جی نے فتحیاب ہوتے ہی لنکا کی حکومت راون کے چھوٹے بھائی بھبھیکھن کے حوالہ کر دی۔ جب آپ نے چودہ سال کی جلا وطنی پوری کر دی تو پھر اجودھیا میں تشریف لے آئے۔ اس عرصہ میں آپ کے والد ماجد راجہ دسرتھ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور آپ کا بھائی بھرت آپ کے نام پر حکومت کرتا تھا۔ وہ اپنی والدہ کیکئی کی اس حرکت پر بہت نالاں تھا کہ اس نے خواہ مخواہ حضرت رام کی حق تلفی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے حکومت کے تخت پر ایک دن بھی قدم نہ رکھا اور ہمیشہ یہی کہتا رہا کہ اس کا وارث میرا معزز بھائی رام ہے۔ بھرت سے اس کی حق تلفی نہیں ہو سکتی۔ جتنا عرصہ حضرت رام علیہ السلام اجودھیا سے غیر حاضر رہے وہ آپ کی کھڑاؤں کو حکومت کے تخت پر رکھ کر خود ایک وزیر کی حیثیت میں حکومت کا کاروبار چلاتا رہا۔ حضرت رام جب جلا وطنی سے واپس لوٹے تو اجودھیا کے تمام لوگوں نے بہت خوشی منائی۔ بھرت کا دل بھی اپنے بھائی کی آمد پر باغ باغ ہو گیا۔ اس نے اجودھیا کی حکومت حضرت رام کے حوالے کر دی اور کہا کہ یہ آپ کا حق ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کا حق تلف ہو۔

### حضرت رام کا خدا سے متعلق تصوّر

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں۔ ان سب نے اپنی قوم کو خدا کی توحید اور معرفت کا سبق دیا ہے مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کے ماننے والوں نے خدا کی توحید کو ترک کر کے اپنے نبیوں اور رسولوں کو الوہیت کے مقام پر پہنچا دیا۔ مگر کسی بھی نبی نے انہیں ایسی تعلیم نہیں دی کہ خدا کی جگہ انہیں معبود بنا لیا جائے۔ بلکہ ہر ایک نے یہی کہا ہے کہ ہمارا اور تمہارا خالق و مالک خدائے واحد ہے۔ اسی کی پرستش کی جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول
الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون

(انبیاء رکوع ۲/۱۷)

یعنی جس قدر بھی انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوئے ان سب نے اپنی اپنی قوم کو یہی تعلیم دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ہی پرستش کی جائے۔

حضرت رام سے متعلق سناتن دھرمیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کا اوتار ہے اور انہیں الوہیت کا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ مگر حضرت رام نے خدا سے متعلق وہی نظریہ پیش کیا ہے جو خدا کے انبیاء علیہم السلام کی شان کے شایان ہے اور وہ ایک مشہور ہندو شاعر تلسی داس کے الفاظ میں یوں ہے:-

جاسو کرپا اس بھرم مٹ جائی
گر جا سوئی کر پال رگھو رائی
آد انت کوڑ جاس نہ پادا
مت انومان نرگم اس گادا
بن پد چلے سنے بن کانا
کر بن کرم کرے بدھی نانا
آنن رہت سکل رس بھوگی
بن بانی بکت بڈ جوگی
تن بن پرس نین بن دلیکھا
گرہے پران بن داس اشیشا
اس سب جانت الوکک کرنی
مہما جاس جائے نہیں برنی

(رامائن تلسی داس بال کانڈ)

یعنی خدا بن پاؤں کے چلتا ہے۔ اور بغیر کانوں کے سب کچھ سنتا ہے بغیر ہاتھوں کے وہ تمام کام کرتا ہے۔ بغیر زبان کے بولتا ہے۔ وہ غیر مجسم ہے اور وہ بغیر آنکھوں کے سب کچھ دیکھتا ہے اسکی حد بیان نہیں کی جا سکتی۔ اور اسکے آدا ور انت کو کوئی بھی نہیں پا سکتا ہے۔

خدا سے متعلق یہ ایک ایسا تصور ہے جو خالص توحید پر مبنی ہے اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت رام علیہ السلام نے دنیا میں خدا کی توحید ہی پیش کی تھی گو بعد میں لوگوں نے آپکی اس پاکیزہ تعلیم کو نظر انداز کر کے آپکی طرف الوہیت منسوب کر دی۔ یہ درست ہے کہ رام خدا نما تھا۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ وہ خدا سے الگ بھی نہ تھا۔

### ذات پات سے متعلق حضرت رام کا نظریہ

خدا کے بندے کسی شخص کو اس کے جنم کے لحاظ سے کوئی فضیلت نہیں دیتے۔ انکے نزدیک ہر قسم کی فضیلت اور برتری کا معیار تقویٰ ہی ہوتا ہے۔ اور وہ ان اکرمکم عند الله اتقکم کو ہی اپنا ماٹو بناتے ہیں۔ حضرت رام بھی خدا کے ایک برگزیدہ انسان تھے اس لئے آپکے نزدیک بھی فضیلت کا یہی معیار تھا۔ چنانچہ مشہور ہندو شاعر تلسی داس نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت رام کی یہ تعلیم تھی۔

کہ رگھوپت سن بھامنی باتا
مانو ایک بھگتی کر ناطہ
ذات پات کل دھرم بڈھائی
دھن بل پرجن گن چتراِئی
بھگتی ہین نر سوہیں کیسے
بن جل بادر دیکھئے جیسے
نودھا بھگتی کہیوں توہے پائیں
ساودھان دھرمن پائیں
پرتھم بھگتی سنتن کر سنگا
دوسری رت ہم کتھا پرسنگا

(تلسی رامائن ارن کانڈ)

یعنی رام جی نے فرمایا کہ میں تو صرف بھگتی کے رشتہ ناطہ کا قائل ہوں۔ اگر کوئی شخص کسی بڑی ذات اور نسل سے تعلق رکھتا ہے اسکے پاس روپیہ بھی بہت ہے اور اسے ہر قسم کی طاقت بھی حاصل ہے لیکن وہ خدا کا عابد نہیں تو کچھ بھی نہیں ہم تو اسی سے خوش ہیں جو خدا کا عابد اور زاہد ہے اور نیک لوگوں کیساتھ جس کا اُٹھنا بیٹھنا ہے نیز جو دھرم کی باتیں ہیں۔

الغرض حضرت رام اپنی کردار اور گفتار کے لحاظ سے ہندوستان کے ایک برگزیدہ انسان تھے۔ آپکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا تھا۔ آپ نے نیٹا اور فرمائی

# جماعت احمدیہ یادگیر میں

## رمضان المبارک میں درس و تدریس کا انتظام

اللہ کے فضل و کرم سے امسال بھی یادگیر میں رمضان کے مبارک ایام میں درس و تدریس کا انتظام کیا گیا ہے مکرمی مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بعد نماز فجر حدیث بخاری کا درس۔ اور بعد نماز عصر ۴½ تا ۶½ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ خدا کے فضل سے پانچ روز میں "سورۃ المائدہ" تک درس ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ روزانہ صبح ۹ تا ۱۰ تعلیم القرآن کلاس ہوتی ہے جس میں احباب جماعت شریک ہوتے ہیں۔ اس کلاس میں پ ۲ کا ترجمہ۔ حدیث میراث المومنین۔ رسالہ خلاصۃ الصرف و رسالہ النحو پڑھاتے ہیں۔ اور بعد نماز عشاء تراویح کا انتظام ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مولوی امینی صاحب قبلہ کو درس قرآن کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے متمتع فرمائے۔ اور جماعتی کمزوریوں کو دور فرما کر خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

ان دنوں عاجز پر مالی مشکلات کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے خلاصی کی دعا فرمائیں۔

محمد عبد الحی احمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر
۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

**فریضہ تبلیغ** ہر احمدی بجائے خود مبلغ ہے تبلیغ حق اُس کا اولین فرض ہے۔ آپ اس فرض کی ادائیگی میں کہاں تک معروفِ عمل ہیں۔ اپنی تبلیغی مساعی کی رپورٹ دفتر دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائیں تاکہ مرکز کو بھی علم ہو سکے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ماہوار تبلیغی رپورٹ ۔ بابت ماہ مئی ۱۹۵۲ء

# دفتر زیارت مقامات مقدسہ قادیان

۔ از جناب میاں الہ دین صاحب انچارج دفتر زیارت قادیان :۔

عرصہ زیر رپورٹ میں دفتر زیارت مقامات مقدسہ میں آمد زائرین کی مجموعی تعداد ۱۱۰۵ ہے ۔ جو اس بات کی دلیل ہے ۔ کہ باوجود اس کے کہ آجکل شدت کی گرمی پڑ رہی ہے ۔ مگر زائرین کا شوق زیارت دن بدن ترقی پر ہے ۔ جو شخص بھی قادیان یا اس کے اردگرد کسی گاؤں میں اپنے کسی کام یا رشتہ دار کی ملاقات کے لئے آتا ہے ۔ وہ ضرور قادیان میں زیارت کے لئے آتا ہے ۔ اور اکثر زائرین اس بات کا اظہار کرتے ہیں ۔ کہ جب ہم اس طرف آنے لگے تو ہمارے گاؤں والوں نے ہم کو تاکید کی ۔ کہ قادیان کی ضرور زیارت کر کے آویں ۔ اور ہم کو وہاں کے حالات سنائیں ۔ بلکہ بعض زائرین قادیان میں صرف زیارت کے لئے ہی آتے ہیں ۔ ان کو اور کوئی کام اس جگہ نہیں ہوتا ۔ اور شوق سے ہماری باتوں کو سنتے ہیں ۔ ان آنیوالے زائرین میں ہر طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں ۔ ان تمام زائرین کو مسجد اقصیٰ ۔ مسجد مبارک ۔ منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ کی زیارت کرائی جاتی ہے ۔ جس سے وہ بہت محظوظ ہوتے ہیں ۔ اور اچھا اثر لیکر جاتے ہیں ۔

بعض زائرین کو ان کے مناسب حال تبلیغی ٹریکٹ بھی دئے جاتے ہیں ۔ جو اردو ۔ انگریزی ۔ ہندی اور گورمکھی زبان میں ہیں ۔ وہ ان کو شوق سے قبول کرتے ہیں ۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں تقسیم کردہ ٹریکٹوں کی کل تعداد ۱۶۹ ہے ۔ بعض زائرین ہماری باتیں سن کر خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں ۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب (علیہ السلام) اس زمانہ کے اوتار تھے ۔ کیونکہ جو کچھ آپ نے کئی سال قبل بیان فرمایا تھا ۔ وہ اسی طرح پورا ہوا ہے ۔ اور آپ نے ایسی باعمل جماعت پیدا کی ہے جو آپ کے کام کو نہایت خوبی کے ساتھ چلا رہی ہے ۔ اور جو نہ صرف خود امن کے ساتھ رہتی ہے ۔ بلکہ دوسروں کو بھی امن کی تعلیم دیتی ہے ۔ غرض بہت سے زائرین ایسے آتے ہیں ۔ جو جماعت احمدیہ کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک صاحب زیارت کے لئے تشریف لائے ۔ جن کا نام لالہ کستوری لعل صاحب تھا ۔ وہ جگادھری سے آئے تھے ۔ جب ان کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا فوٹو دکھایا گیا ۔ تو انہوں نے اپنے ساتھی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔ یہ مرزا صاحب جب لاہور گئے ۔ تو جس کوٹھی میں آپ جا کر مقیم ہوئے ۔ یعنی رتن باغ ۔ وہ ہمارے رشتہ داروں کی تھی ۔ مرزا صاحب نے ان کو چٹھی لکھی کہ وہ لاہور آکر اپنا سامان لے جائیں ۔ چنانچہ وہ لاہور ٹرک لے کر گئے ۔ تو حضرت مرزا صاحب نے ان کو ان کی سوئی تک حوالے کر دی ۔ جسے لیکر وہ ہندوستان آگئے ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے ۔ کہ آپ دیانت اور امانت کے پابند ہیں ۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام زائرین نیک اثر لیکر جاتے ہیں ۔ اور جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہیں ۔ بعض معزز زائرین کی آراء گذشتہ رپورٹ میں عرض کی جا چکی ہیں ۔

### خلاصہ مطلب

| | | |
|---|---|---|
| عرصہ زیر رپورٹ میں آمدہ زائرین کی تعداد | = | ۱۱۰۵ |
| سابقہ تعداد (جب سے دفتر قائم ہوا ہے) | = | ۱۹۷ ۱۳ |
| کل تعداد | = | ۲۵۳۰۲ |
| عرصہ زیر رپورٹ میں تقسیم کردہ ٹریکٹوں کی تعداد | = | ۱۶۹ |
| سابقہ تعداد | = | ۵۰۹۶ |
| کل تعداد | = | ۵۱۴۵ |

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

# حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) کا ذکر خیر

از حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ قادیان دار الامان

حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے متعلق ایک مختصر نوٹ اخبار بدر مورخہ ۲۱/۶/۵۲ میں شائع ہو چکا ہے ۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل مضمون حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب کی طرف سے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر

ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب میرے استاد تھے ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی صحابہ میں سے تھے باوجود اس کے کہ وہ سکھوں میں سے مسلمان ہوئے ۔ انہوں نے انتہائی کوشش ۔ جد و جہد اور دلچسپی سے علوم اسلامیہ سیکھے ۔ اور ان میں وافر حصہ پایا ۔ تبلیغ اسلام اور احمدیت کا ان کو جنون تھا ۔ اٹھتے بیٹھتے سفر و حضر میں اپنوں اور بیگانوں کی مجالس میں بذریعہ تحریر و تقریر و ملاقات غرضیکہ ہر طرح اور ہر وقت وہ تبلیغ دین متین میں مصروف رہتے تھے ۔ ان کی تبلیغی جد و جہد کے نتیجہ میں بہت سے غیر مسلموں کو اسلام کی نعمت نصیب ہوئی اور ان کی تربیت و تعلیم نے ایسے نو مسلموں کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا کیا ۔ میرا ایک ہم جماعت سکھ لڑکا جو کوئٹہ کا تھا انہی کی تبلیغ اور کوشش سے اسلام لایا ۔ قادیان میں پڑھا ۔ اور آخر اعلیٰ ڈاکٹری تعلیم حاصل کر کے ایک کامیاب ڈاکٹر بن گیا ۔ اب بھی وہ اور اس کے دوسرے لواحقین کوئٹہ میں موجود ہیں ۔

استاذی المکرم کو جہاں تبلیغ کا زبانی شوق تھا وہاں آپ نے بہت سے تبلیغی رسائل اور کتب بھی شائع کیں ۔ جن میں سے کئی سوال و جواب کے رنگ میں تھیں ۔ ان کتب اور رسائل سے سینکڑوں احمدیوں نے اپنی تبلیغی مہمات میں فائدہ اٹھایا ۔

حضرت ماسٹر صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری عمر تعلیمی محکمہ میں گذاری ۔ علاوہ قادیان کے مدارس میں تعلیم دینے کے آپ ایک عرصہ تک جزائر انڈیمان میں بطور ہیڈ ماسٹر ہائی سکول خدمات سرانجام دیتے رہے ۔ آپ نے اپنے وسیع اور لمبے تجربہ سے طلباء کی سہولت کے لئے کئی ایک کتب ۔ انگریزی گرامر ۔ انگریزی ترجمہ بھی تصنیف کیں ۔ ان سے متعدد طلباء نے فائدہ اٹھایا ۔

حضرت استاذی المکرم کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا ۔ اور دعا کے بہت قائل تھے ۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کا بھی شرف حاصل تھا ۔ بہت سی باتیں قبل از وقت آپ پر منکشف ہو جاتی تھیں ۔ ایسا کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ۔ کہ اگر کوئی محتاج اور ضرورتمند آپ سے درخواست دعا کرتا ۔ تو آپ اسی وقت ہاتھ اٹھا کر نہایت الحاح اور زاری سے اسکی تکالیف کے ازالہ کے لئے دعا کرتے ۔

تبلیغی اغراض کے لئے آپ نے کئی قسم کے چارٹ تیار کئے ہوئے تھے ۔ جن میں جلی حروف میں تبلیغی مسائل درج تھے ۔ آپ یہ چارٹ سفر میں اپنے ساتھ رکھتے اور شہر کے مختلف حصوں میں موزوں جگہوں اور دکانات پر آویزاں کر دیتے ۔ آپ کے تعلقات غیر مسلموں سے بہت وسیع تھے ۔ اور آج بھی جبکہ مشرقی پنجاب سے مسلمان جا چکے ہیں ۔ اور ان کے ذکر اور یاد کے بہت کم مواقع غیر مسلموں کو میسر آتے ہیں ۔ حضرت ماسٹر صاحب رضی اللہ عنہ کو یاد کرنے والے سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں ۔ تبلیغ کے رستہ میں آپ نے کبھی لومۃ لائم یا شماتت اعداء کی پرواہ نہیں کی ۔ یہاں تک کہ مقدمات کی صعوبت کو بھی جھیلا ۔

بیشک آپ ان ظاہری آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گئے لیکن وہ سینکڑوں افراد جو آپ کے ذریعہ سے ایمان لائے یا اعلیٰ تربیت پائی آپ کی یادگار باقی ہیں ۔ اور انہیں کی وجہ سے آپ کے فیوض و برکات تا ابد جاری رہیں ۔ خدا تعالیٰ کی خاص رحمتیں اور فضل آپ پر اور آپ کی اولاد پر ہوں ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

# احمدیت

تمام دنیا کیلئے امن و سلامتی کا پیغام ہے ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پوری واقفیت کیلئے کارڈ آنے پر مفت لٹریچر ارسال کیا جاتا ہے ۔ اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے ۔ اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلم و غیر مسلم احباب کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے (خوشخط) پتہ جات روانہ فرمائیے ۔ ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کر دیں گے ۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد ۔ دکن

# درخواست دعا

مکرم فضل الٰہی خاں صاحب کارکن نظارت امور عامہ قادیان گذشتہ فروری ۱۹۵۲ء سے ضعف اعصاب اور کولہے کی درد سے سخت تکلیف میں ہیں ۔ ہومیو پیتھک ۔ یونانی ۔ انگریزی مختلف قسم کے علاج کروائے گئے ہیں ۔ مگر تا حال مرض میں افاقہ کی صورت نظر نہیں آتی کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ احباب کرام خصوصیت سے خاں صاحب موصوف کے لئے دعا فرمائیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے ۔ آمین ۔ (مرزا عبد اللطیف)

# آنریبل سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ و پراجیکٹس پنجاب گورنمنٹ کی قادیان میں تشریف آوری

## جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ایڈریس

**قادیان** مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۲ء آنریبل سردار گوربچن صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ و پراجیکٹس پنجاب گورنمنٹ بذریعہ کاریاں یہاں تشریف لائے۔ عام اہالیان شہر کی طرف سے ان کی خدمت میں گوردوارہ گوبند گڑھ میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ بعد ازاں جناب سردار صاحب احمدیہ محلہ میں تشریف لائے۔ جہاں زندہ باد کے نعروں سے ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ اور گلے میں ہار ڈالے گئے۔ نیز احمدیہ چوک اور بازار جھنڈیوں اور خوشنما قطعات سے مزین کیا گیا۔ چوک میں ہی جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ قادیان نے جناب سردار صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں جناب سردار صاحب نے علاوہ جماعت کی امداد اور تعاون کا شکریہ ادا کرنے کے اس بات کا اظہار فرمایا۔ کہ احمدیہ جماعت ایک زندہ خدا پر ایمان اور یقین رکھنے والی جماعت ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کی قائل ہے۔ پس اصل میں تو آپ کو خدا سے ہی اپنی مشکلات اور ضروریات کا حل کرانا چاہیئے۔ ہاں وہ بھی ہر طرح ان مشکلات کا علم جماعت کے نمائندگان کو ملکر حاصل کرتے رہیں گے۔ اور ان کے ازالہ کے لئے کوشش کرتے رہیں گے۔ جماعت کے نمائندگان بھی ان سے وقتاً فوقتاً ملکر ان کو حالات سے آگاہ کرتے رہیں۔

جناب سردار صاحب تقریباً دو گھنٹہ قادیان میں قیام فرما کر بٹالہ تشریف لے گئے۔

**(ایڈریس)** آنریبل سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ وزیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ و پراجیکٹس حکومت پنجاب۔

جناب عالی! سب سے پہلے تو ہم خدا کا بیحد و حساب شکر بجالاتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے ہمارے ملک کو آزادی کی نعمت عطا فرمائی۔ اور پھر غیر معمولی حالات میں جبکہ بظاہر کوئی امید نظر نہ آتی تھی۔ اور وزارتوں کی تمام سیٹیں پُر ہو چکی تھیں۔ ایسا سامان کیا۔ کہ سردار سورن سنگھ صاحب مرکزی وزارت میں لے لئے گئے۔ اور ان کی جگہ خالی ہونے پر آٹھویں وزیر آپ مقرر ہوئے۔ ہمارے لئے آپ کے وزارت کے عہدۂ جلیلہ پر مقرر ہونے پر اور بھی زیادہ شکر اور خوشی اور شادمانی کا موقعہ ہے۔ کہ آپ کی کامیابی اور ترقی میں ہمارے سیدو مولیٰ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خاص توجہ اور دلچسپی لی ہے۔ اور دعا فرمائی ہے۔ سو ہم تمام جماعت کی طرف سے آپ کی عہدہ وزارت پر تقرری پر دلی مبارکباد اور دعا دیتے ہیں۔

ہمارے آنریبل سردار صاحب! خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی آپ کو اس جلیل عہدہ پر قوم اور ملک کی خدمت کرنے کی توفیق دی ہے۔ اور ہمیں خوشی ہے۔ کہ جہاں بعض اور لوگوں نے اپنے اختیارات سے نامناسب رنگ میں نفع اندوزی کی ہے۔ آپ کا دامن اس داغ سے پاک رہا ہے۔ اور آپ کی ہمدردئ خلائق اور عمدہ اخلاق کی آپ کے دشمن بھی تعریف کرتے ہیں۔

اب پھر خدا نے آپ کو اس عزت اور بلندی کی کرسی پر بٹھایا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آپ پہلے سے بھی زیادہ خدمتِ خلق کے جذبہ سے بھرپور ہو کر اور غریبوں اور کمزوروں اور ضرورتمندوں کا سہارا بنکر خدا تعالیٰ کی جو سب عزتوں اور حکومتوں کا مالک ہے۔ خوشنودی اور رضامندی حاصل کریں گے۔

ہمارے محترم سردار صاحب! یہ خدائی قانون ہے۔ کہ جو لوگ حکومت اور اقتدار کے اپنے آپ کو اہل بناتے ہیں۔ انہی کے پاس حکومت رہتی ہے۔ حضرت گورو نانک صاحب نے بھی بجا طور پر فرمایا ہے۔ کہ ؎

تخت راجہ سو بہے جے تختے لائق ہوئے

پس ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو حکومت کی اہلیت اور لیاقت کا بہت بڑا حصہ عطا فرمائے۔ اور آپ سے وہ کام اور خدمت لے۔ کہ آپ آئندہ قائم ہونیوالی حکومتوں میں بھی سربراہ اور سرندج ہوں۔ ہمیں اس بات پر خوشی اور فخر ہے۔ کہ گذشتہ انتخابات میں جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی۔ اس میں ہماری جماعت کی خدمات بھی شامل تھیں۔ لیکن ہم ان ظاہری ووٹوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ جو جماعت کے افراد نے آپ کے حق میں دیئے۔ ہاں ان دعاؤں کے متعلق جو غریب اور نادار درویشوں نے آپکی کامیابی کے لئے کیں۔ ہم ضرور یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہونگی۔

آنریبل سردار صاحب! آپ جانتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں حقوق حاصل کرنے کے لئے جہاں تعداد اور اکثریت کو وزن حاصل ہے۔ وہاں ایجی ٹیشن۔ پروٹسٹ اور شور و شر کو بھی طاقت سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہماری جماعت ان دونوں ہتھیاروں سے عاری ہے۔ ہم پنجاب میں ایک کمزور اقلیت ہیں۔ اور ایجی ٹیشن۔ سٹرائیک۔ اور عدم تعاون کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں ہم آپ سے جو ہماری پُرامن و پابند قانون اور بین الاقوامی جماعت اور اس کے مرکز کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ خود بھی ہمارے حقوق کی بجا آوری اور مشکلات کے ازالہ کے لئے کوشش فرماتے رہیں۔ اور کیبنٹ کے دوسرے معزز ممبران اور صاحب اختیار افسران کے ذریعہ سے بھی ہماری مناسب امداد کے لئے کوشش فرماتے رہیں۔

ہم اس موقعہ پر اپنی ضروریات اور مشکلات کے متعلق اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ کیونکہ عہدہ وزارت پر متمکن ہونے کے بعد قادیان میں یہ آپ کی پہلی آمد ہے۔

آخر میں دوبارہ آپ کو مبارکباد اور دعا عرض کرتے ہیں۔ اور آپ کو خوش آمدید کہتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔

ہم ہیں آپ کے فرمانبردار

ممبران جماعت احمدیہ قادیان

## لائبریریوں کیلئے اخبار "بدر"

مدارس و کالج کے طلباء اور عوام الناس لائبریریں اور ریڈنگ روم میں علمی استفادہ کی خاطر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ ہم ایسے دار المطالعہ اور لائبریریوں میں اخبار "بدر" جاری کرا کے کم سے کم خرچ سے زیادہ سے زیادہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ قادیان اور اس کے مضافات۔ پنجاب بلکہ ہندوستان بھر میں ایسے پرچے ایک بھاری تعداد میں جاری کرانے کی ضرورت ہے۔ فی الحال ایک سو پرچوں کے اجراء کی تحریک کی جاتی ہے۔ بعض مخلص اور مخیر دوستوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے۔ اور چند پرچے جاری کرائے گئے ہیں دیگر احباب کو بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی تحریک کی جاتی ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)



ہفت روزہ اخبار بدر دار المسیح قادیان

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱